

اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ الغریب رحمہ اللہ حسین احمد مدنی
کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلہ صفدر

ترتیب

مجلہ صفدر ”فتنہ غامدی نمبر“ کی پہلی جلد!

مدیر کے قلم سے..... 3
درویش کی رحلت.....!!

حافظ زاہد حسین رشیدی..... 13
رحم کی مشروعیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کا اثبات!

ابو مطیع..... 18
مشاہدات، بحواب شواہدات.....!

احسن خدای..... 30
زبیر علی زئی کا تعاقب.....!

مولانا مفتی رب نواز..... 36
جناب ارشاد الحق اثری اپنی تحریرات کے آئینے میں.....!!

مولانا طیب الرحمن..... 46
حضرت قاضی صاحب..... اور میری زندگی کا اہم واقعہ!

محمد حنیف چوہان..... 54
مجلہ صفدر.....!! (نظم)

امجدولی بہاول نگری..... 56

برائے رابطہ

مولانا احسن خدای صاحب، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82
محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

بغیضان

قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ
بیاد

امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ
شیخ المشائخ، امام الاولیاء مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ
مفسر قرآن مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی رحمہ اللہ
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالککور ترمذی رحمہ اللہ
ترجمان اہل سنت حضرت مولانا نذیر اللہ خان رحمہ اللہ
فخر اہل سنت حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ
امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمہ اللہ
وکیل احتاف، شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف رحمہ اللہ
ترجمان مسلک دیوبند مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
وکیل صحابہ حضرت مولانا علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ
محقق اہل سنت مولانا سعید احمد جلاپوری شہید رحمہ اللہ

بدعا

وکیل صحابہ حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ
حکیم العصر حضرت مولانا عبدالجبار لدھیانوی رحمہ اللہ

زیر سرپرستی

جانشین قائد اہل سنت مولانا حبیب الرحمن سومر مدظلہ
جانشین فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہ
شیخ الصرف وانحو، نمونہ اسلاف مولانا محمد حسن مدظلہ
جانشین شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ غلیل احمد مدظلہ

زیر نگرانی

جانشین امین ملت مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی مدظلہ

مجلس مشاورت

مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی مولانا منظور احمد نعمانی
مولانا مفتی جمیل الرحمن..... مولانا عبدالرحمن ضیاء
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ..... جناب اشتیاق احمد

مولانا مفتی رب نواز، مولانا ندیم الرشید، مولانا احمد طاہر

مدیر اعلیٰ: مولانا جمیل الرحمن عباسی بہاول پور

مسئول: احسن خدای 0320-4902150

مدیر: حمزہ احسانی 0307-5687800

فی شماره: 25..... زر سالانہ: 300 روپے

توجہ فرمائیے!

ان شاء اللہ العزیز مجلہ صفدر کا آئندہ (جون کا) شمارہ ”فتنہ غامدی نمبر“ ہوگا۔ لہذا اگلا معمول کا شمارہ جولائی میں شائع ہوگا۔

اعزازی، خریداری اور تبادلہ میں خاص نمبر نہیں بھیجا جائے گا۔ خاص نمبر کے ابتدائی کلمات اور مکمل فہرست اس شمارے میں دی جا رہی ہے، مستقل خریدار اور ایجنسی ہولڈرز مبلغ اڑھائی سو (250) روپیہ فی کس (جمع ڈاک خرچ) مولانا احسن خدای کے پتہ پر ارسال فرما کر طلب فرما سکتے ہیں۔ سالانہ خریداروں کا ماہ جون کا چندہ، مدت ختم ہونے پر اگلے ماہ میں شمار کر لیا جائے گا۔

عام خریداروں کے لیے بھی رعایتی قیمت 200 روپے (علاوہ ڈاک خرچ) تجویز کی گئی ہے۔ البتہ جو حضرات ”فتنہ غامدی نمبر“ کے ساتھ مجلہ صفدر بھی مستقل جاری کروانا چاہیں، ان کا ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔ لہذا وہ مبلغ پانچ صد (500) روپے میں خاص نمبر کے حصول کے ساتھ سال بھر کے لیے ”صفدر“ جاری کروا سکتے ہیں۔ نیز لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، بہاول پور، ملتان، سرگودھا اور کراچی کے درج ذیل مکتبوں میں بھی خاص نمبر رعایتی قیمت پر دستیاب ہوگا۔ ان شاء اللہ

مکتبہ اہل سنت، ۱۲ رسول پلازہ، امین پور بازار، فیصل آباد 0321-7837313

مکتبہ صفدریہ، ماڈل ٹاؤن بی، بہاول پور 0301-7790908

..... مکتبہ جمال قاسمی، سہراب گوٹھ کراچی مکتبہ عرف فاروق، نزد فاروقیہ، شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی

..... مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار، لاہور مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ

..... ادارہ اشاعت الخیر، ملتان مکتبہ سراجیہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

اعلان

جامعہ مظہریہ حسینیہ، جنہان سومرو (سندھ) کی سالانہ تقریب

ختم صحیح بخاری شریف

مورخہ ۲۳ مئی بروز ہفتہ بعد نماز مغرب منعقد ہو رہی ہے۔

لاہور سے قافلہ میں شرکت کے خواہش مند احباب اس نمبر پر رابطہ فرمائیں۔ 0300-4345154

مجلہ صفدر کے ”فتنہ غامدی نمبر“ کی پہلی جلد

۹-۱۰ ماہ کے طویل انتظار اور ۳-۴ ماہ کی جہد مسلسل کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ ”فتنہ غامدی نمبر“ کی جلد اول طباعت کے لیے تیار ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور غامدی صاحب، اُن کے تلامذہ و متعلقین کے لیے ذریعہ ہدایت اور تمام مسلمانوں کے لیے نافع و مفید بنائے۔ آمین

☆.....☆.....☆.....☆

گزشتہ سال اپنے محترم اور محبوب دوست مولانا ندیم الرشید صاحب کے ہمراہ محترم جناب ڈاکٹر خالد جامعی صاحب کے پاس جانے کا اتفاق ہوا، اثنائے گفتگو جامعی صاحب نے کہا: ”آپ ”صفدر“ کی طرف سے ”غامدی نمبر“ شائع کریں۔ مواد، ہم آپ کو مہیا کریں گے۔“ اُس وقت تو بندہ خاموش رہا، بعد میں غور و فکر سے جامعی صاحب کی تجویز معقول بلکہ وقت کی اہم ضرورت معلوم ہوئی۔ چنانچہ انتظامیہ مجلہ کی مشاورت سے اشاعت خاص کا عزم کر لیا۔ اگرچہ جامعی صاحب نے مضامین کے سلسلے میں بھرپور بلکہ مکمل تعاون کا وعدہ کیا تھا، (جسے انھوں نے بہت عمدہ طریقے سے پورا بھی کیا۔) لیکن صرف جامعی صاحب پر انحصار کرنے کے بجائے دیگر اہل علم حضرات سے مضامین لکھوانا مناسب معلوم ہوا۔ سو یہ عزم کر کے کمر بستہ ہو گیا، کام دشوار اور بہت دشوار تھا۔ انتظامیہ صفدر کے علاوہ بھی مختلف احباب سے مشاورت رہی، مولانا رضوان عزیز صاحب کا مشورہ بہت معقول ثابت ہوا کہ: ”مضامین نگار حضرات سے مطلقاً کہنے کے بجائے موضوع متعین کر کے ہر ایک سے مقالہ لکھوائیں، اس طرح عمدہ چیز سامنے آئے گی۔ ان شاء اللہ“

اس مفید اور کارآمد مشورے کے نتیجے میں نہایت شاندار اور جاندار انداز میں یہ خاص نمبر تیار ہو سکا۔ اور مفتی شعیب احمد صاحب کا مشورہ بھی کچھ کم نہیں تھا کہ: ”پہلے خود غامدی صاحب کی کم از کم تین کتب میزان، برہان اور مقامات کو نظر سے گزرا لیا جائے۔“ اشراق کے کچھ شمارے ہاتھ لگ جائیں تو اُن کو بھی دیکھ لیا جائے۔“

اس مشورے پر عمل کا فائدہ یہ ہوا کہ جناب غامدی صاحب کی علییت کے بے جا شہرے کی وجہ سے جو رعب سا تھا وہ سب ہوا ہو گیا اور غامدی غبارے کی ہوا مکمل طور پر خارج ہو کر اُس کا ہوا انیسیت

ونا بود ہو گیا۔ چنانچہ اپنے ناقص فہم کی روشنی میں پہلے موضوعات پھر اہل علم و قلم کی فہرست بنا کر بعد از مشاورت درج ذیل عریضے سے ملتا جلتا خط متعدد علماء کی خدمت میں ارسال کیا گیا:

باسمہ تعالیٰ

از: مجلہ صفدر

محترم و مکرم حضرت مولانا..... صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ مزاج شریف؟

بعدہ! جیسا کہ آنجناب کے علم میں ہے کہ جوں جوں اکابر اہل سنت کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھتا جا رہا ہے، فتنوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور ہماری نئی نسل رفتہ رفتہ اسلاف دیوبند سے دور ہونے کی بنا پر نہایت آسانی سے فتنوں کا شکار ہو رہی ہے۔ اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

اس صورت حال میں اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ ہر اسٹیج اور ہر پلیٹ فارم سے ہر فتنے کا بھرپور تعاقب کیا جائے اور اجتماعی طور پر منظم انداز میں کیا جائے، تاکہ باطل کو مزید پھیلنے کا موقع نہ مل سکے۔ ایک بہت بڑا مسئلہ ”مصلحت“ اور ”رواداری“ کا ہمیں درپیش ہے، جب بھی کسی فتنے کی گمراہی کو واضح کیا جائے یا کسی گمراہ کی ضلالت سے عوام الناس کو آگاہ کیا جائے تو فوراً ”اختلاف رائے“ اور اس کے آداب، اختلاف کی حدود، صبر و تحمل، رسول اللہ ﷺ و صحابہؓ کی بردباری، برداشت، ایک دوسرے کا احترام“ اور اس جیسے خوبصورت عنوانات پر مشتمل نہایت زہریلے مضامین کے ذریعے اہل حق کو شرمندہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور درحقیقت باطل کو پر پرزے پھیلانے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دورِ حاضر کے منکر حدیث، پرویز وقت، مودودی زمانہ جاوید احمد غامدی اور اس کے ہم فکر لوگ ہمارے اہل سنت دیوبند کے مدارس کی جڑوں میں اپنا زہر پہنچا چکے ہیں۔ اور ہمارے اُن اسلاف کی اولادیں جن کو رب کائنات نے ان فتنوں کے خلاف سد سکندری بنایا تھا، آج جاوید غامدی جیسے متجدد کی گود میں جا پڑی ہیں۔

اس لیے اس بات کی شدت سے ضرورت سمجھی گئی کہ جاوید غامدی کے باطل افکار و نظریات کا علمی و تحقیقی محاسبہ نہایت مضبوط اور منظم انداز میں کیا جائے اور اہل سنت عوام کو ان کی فریب کاریوں سے آگاہ کر کے ان کا شکار ہونے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے افکار و نظریات کے ترجمان ”مجلہ صفدر“ نے اس کا رخنہ کے لیے..... ”افکار غامدی نمبر“..... کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ کام اکیلے ”صفدر“ کا نہیں، بلکہ ہم سب کا مشترکہ کام ہے۔

اگر توفیق باری اور آپ حضرات کا قلمی و علمی تعاون شامل حال رہا تو ان شاء اللہ جلد ہی اس خطرناک فتنہ کے سد باب کی مضبوط اینٹ کے طور پر مجلہ صفر کا یہ خاص نمبر شائع ہو کر منظر عام پر آ جائے گا۔
اس سلسلہ میں بعد از مشاورت یہ طے پایا ہے کہ فہرست بنا کر مختلف اہل علم و قلم میں موضوعات تقسیم کر دیئے جائیں، تاکہ ہر ایک اپنے موضوع پر جامع مقالہ تیار کر سکے۔ اس طرح تکرار کم سے کم اور نافعیت زیادہ سے زیادہ ہوگی۔ ان شاء اللہ

عنوانات کی فہرست پیش خدمت ہے۔ آنجناب سے درخواست ہے جس عنوان پر ممکن ہو سکے مقالہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ ہمارے ناقص خیال میں یہ آ رہا ہے کہ آپ سے.....
..... کے عنوان پر کچھ تحریر کرنے کی گزارش کی جائے۔ باقی جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ بہر حال! جو بھی موضوع متعین فرمائیں، اُس سے ادارہ کو آگاہ ضرور فرمادیں۔ جزاک اللہ أحسن الجزاء۔
اور یہ بھی کوشش فرمائیں کہ موضوع کی جملہ جہات کا احاطہ اکابر اہل سنت کی تحقیقات کی روشنی میں مدلل لیکن سنجیدہ انداز میں ہو جائے۔ ۲۰/۱۵ یا زیادہ سے زیادہ ۲۵/۲۰ صفحات میں مضمون مکمل فرمانے کی پوری کوشش کریں۔ تاکہ خاص اشاعت کا حجم کم سے کم اور مواد زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور عوام الناس کے ہر طبقہ تک بسہولت پہنچایا جاسکے۔

غامدی صاحب کی کتب میزبان، برہان اور مقامات وغیرہ آپ کے پاس نہ ہوں اور ان کی ویب سائٹ ”المورڈ“ سے ڈاؤن لوڈ کرنے کی صورت بھی ممکن نہ ہو تو اطلاع فرمادیجیے، ان شاء اللہ یہ بوجھ بھی ادارہ صفر برداشت کرے گا۔ اور غامدی صاحب کی کتب آپ تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔
مؤدبانہ التماس ہے کہ اپنا مضمون نومبر ۲۰۱۴ء کے اواخر تک ضرور مکمل فرما کر ارسال فرمادیں۔
اگر کمپوز شدہ مضمون بذریعہ ای میل ارسال کر سکیں تو ادارہ کے ساتھ تعاون ہوگا۔
نیز غامدی صاحب سے متعلق اپنی مطبوعہ وغیر مطبوعہ سابقہ تمام تحریریں بھی ارسال فرمادیں تو نوازش ہوگی۔ اُمید ہے اس کارِ خیر میں ہر ممکن تعاون فرمائیں گے۔

والسلام

(مولانا) حبیب الرحمن سومرو..... [سرپرست] (مولانا مفتی) محمد انور ادا کاڑوی..... [نگران]

(مولانا) جمیل الرحمن عباسی..... [مدیر اعلیٰ] (مولانا) احسن خدائی..... [مدیر مسئول]

خادم اہل سنت حمزہ احسانی..... [مدیر]

۲۶ رذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ (ستمبر ۲۰۱۴ء) بروز پیر

بہت سے حضرات کی خدمت میں غامدی صاحب کی کتب بھی ارسال کی گئیں۔ ہمارے محبوب مقتدا و راہ نما، ترجمان دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ (نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ) اور

حضرت مولانا کمال الدین مدظلہم سمیت جن حضرات کے مضامین بروقت (اواخر نومبر تک) موصول ہوئے۔ بندہ ناچیز اُن سب کا فرداً فرداً دل و جان سے شکر گزار اور ممنون ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ سب کو اپنے شایان شان اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔

مفصل مقالہ جات کی درخواست کے علاوہ، اکابر اہل علم کی خدمت میں غامدی نظریات بھیج کر درج ذیل عریضہ کے ذریعہ اُن سے ”مختصر تاثرات“ کی گزارش کی گئی:

باسمہ تعالیٰ

بخدمت اقدس..... صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خداوند قدوس آپ کا سایہ عاطفت تادیر صحت و عافیت سے

ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

بعدہ! آجناب کے علم میں ہے کہ دن بدن نت نئے خارجی و داخلی فتنوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور ہماری نئی نسل رفتہ رفتہ اسلاف دیوبند سے دور ہونے کی بنا پر نہایت آسانی سے فتنوں کا شکار ہو رہی ہے۔ اللہ پاک ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

اس صورت حال میں شدت سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ ہر اسٹیج اور ہر پلیٹ فارم سے ہر فتنے کا بھرپور تعاقب کیا جائے اور اجتماعی طور پر منظم انداز میں کیا جائے، تاکہ باطل کو مزید پھیلنے اور اہل حق کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

دور حاضر کے خطرناک ترین فتنے ”غامدیت“ کے علمی تعاقب اور عوام الناس کو اس سے بچانے کے لیے..... امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفر رحمہ اللہ اور قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے افکار و نظریات کے ترجمان ”مجلہ صفر“ نے..... ”فتنہ غامدی نمبر“..... کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ کام اکیلے ”صفر“ کا نہیں، بلکہ آپ جیسے اکابر کی سرپرستی، دعاؤں، توجہات اور قلمی و علمی تعاون کی بدولت ہی اس کا موثر و مفید ہونا ممکن ہے۔

اس اشاعت خاص کو جامع، مفید اور ہر طبقے کے لیے موثر بنانے کی خاطر طویل مشاورت اور غور و فکر کے بعد ”غامدی فکر“ کے مختلف پہلوؤں کو موضوعات میں تقسیم کر کے اہل علم و قلم سے متعین عنوانات پر مضامین لکھنے کی گزارش کی گئی۔ چنانچہ (یہاں اٹھارہ موضوعات کی فہرست دی گئی تھی) وغیرہ موضوعات پر درج ذیل علماء و مشائخ مضامین تحریر فرما رہے ہیں: (اور یہاں تقریباً ۲۱ علماء کے اسماء گرامی درج تھے جن سے مقالہ کے لیے درخواست کی گئی تھی) وغیرہم

الغرض سنجیدہ اور محقق علماء دیوبند ”صفر“ کی اس اشاعت خاص کے لیے مفصل مقالہ جات تحریر فرما رہے ہیں۔ تقریباً سو (۹۰۰) کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل مواد اب تک موصول ہو چکا ہے اور

مزید موصول ہو رہا ہے۔ چھانٹی اور حذف تکرار کے بعد مختصر مگر جامع ”خصوصی نمبر“ تیار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی، تاکہ خریدنے اور پڑھنے میں سہولت ہو۔

جاوید احمد غامدی کے نظریات کیجیالکھ کر مختلف دارالافتاؤں کی طرف استفتاء بھی بھیجا جا چکا ہے۔

اہم فتاویٰ جات کو بھی اس اشاعت خاص کا حصہ بنایا جائے گا۔ ان شاء اللہ

آنجناب کی خدمت میں جاوید غامدی کے نظریات اور ان کے تفصیلی حوالہ جات ارسال کیے جا رہے ہیں۔ آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اس فتنے کے بارے میں اپنے چند لفظی تاثرات اور رائے گرامی سے تحریری طور پر آگاہ فرمائیں۔ اگر آپ کی اس مختصر چند سطرے تحریر میں اس فتنے کی خطرناکی سے آگاہی اور عوام کو اس سے بچنے کی تلقین ہو تو یقیناً آپ کے متعلقین کے لیے بالخصوص اور جملہ اہل سنت کے لیے بالعموم از حد نافع ہوگی۔

امید ہے اس کارِ خیر میں ہر ممکن تعاون فرمائیں گے۔ آپ کے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔ آنجناب کی گونا گوں مصروفیات کے پیش نظر جواب موصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۰ جنوری ۲۰۱۵ء ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس وقت میں آپ سہولت سے مجلہ صفدر کے ”فتنہ غامدی نمبر“ کے لیے چند سطرے کلمات تحریر فرما سکیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمن سومر مدظلہ..... [سرپرست: مجلہ صفدر]

وکیل احناف حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی مدظلہ..... [نگران: مجلہ صفدر]

حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی..... [مدیر اعلیٰ: مجلہ صفدر]

اور برادرِ کرم حضرت مولانا احسن خدائی..... [مدیر مسئول: مجلہ صفدر]

کی طرف سے ہدیہ سلام قبول فرمائیں۔

والسلام..... خادم اہل سنت حمزہ احسانی غفرلہ [مدیر: مجلہ صفدر]..... ۲۳ صفر ۱۴۳۶ھ بروز منگل

اس عریضہ کے جواب میں موصول ہونے والی تحریرات دوسرے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔ بروقت موصول ہونے والے مضامین کے بعد باقی حضرات کے مضامین بھی آہستہ آہستہ موصول ہوتے رہے، حتیٰ کہ ہم نے مضامین موصول ہونے کی آخری تاریخ (۱۵ جنوری) کا اعلان کر دیا۔ اللہ رب العزت کے خصوصی فضل و کرم، اکابر و احباب کی دعاؤں اور بھرپور تعاون کی بدولت بحمد اللہ تعالیٰ ۱۵ جنوری تک ہماری امید اور توقع سے تین گنا زیادہ مواد موصول ہو چکا تھا۔

ارادہ تھا کہ یکم مارچ کو اشاعت خاص پریس کے حوالے کر دی جائے اور اپریل میں آنے والا ”صفدر“ کا پچاسواں شمارہ ”فتنہ غامدی نمبر“ ہو۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ آخری تاریخ کے بعد موصول

ہونے والا کوئی بھی مضمون شامل اشاعت نہ کیا جاتا۔ لیکن حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم، حضرت خواجہ ابوالکلام صدیقی مدظلہم کے مضامین اور دارالعلوم دیوبند کے فتوے کے انتظار میں ”حتی تاریخ“ کو مؤخر کرنا پڑا۔ یوں دو ماہ مزید تاخیر ہوگئی، مگر باوجود اس تاخیر کے متعدد اعدا کی بنا پر نہ تو ان حضرات کے مضامین موصول ہو سکے اور نہ دیوبند کا فتویٰ۔ اب مزید انتظار ممکن نہ تھا، اور موصولہ مواد بھی ہماری مقررہ حد (۵۰۰ صفحات) کے دو گنے سے بھی بڑھ چکا تھا۔ اس لیے یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ اس اشاعت خاص کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ جس کے نتیجے میں پہلی جلد تیار ہے۔

اس پہلی جلد میں حیات عیسیٰ، جہاد، گستاخ رسول کی شرعی سزا، قادیانیت و غامدیت، اصول تفسیر و تصویر سنت، قرآت قرآن، تصوف و سلوک، حجت اجماع، سزائے رجم، غامدی و عمار، نظریہ سیاست، جدت پسندی اور دینی مدارس وغیرہ عنوانات پر مضامین شامل ہیں۔..... جبکہ تصویر سنت، حجت حدیث، تصویر، موسیقی، مرتد اور شراب نوشی کی سزا، وارثت، یمہ، اصول فطرت، ڈاڑھی، اتمام حجت، مسئلہ تکفیر، اجتہاد، تقلید، زکوٰۃ، مسجد اقصیٰ کی تولیت اور ظہور امام مہدی وغیرہ موضوعات سے متعلق مضامین ان شاء اللہ دوسری جلد میں شائع کیے جائیں گے۔ اسی طرح اکابر اہل علم کے مسلکی تصلب اور دینی غیرت و حمیت کے مزید منتخب نمونے، ”جدید مفکرین کے طریقے“ نامی مضمون کا دوسرا حصہ، غامدی دستور پر مفصل بحث، عمار خان کے نام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کا جوابی ”ما صحاحہ مکتوب“، غامدی سے متعلق استثناء کے تفصیلی حوالہ جات اور دیگر مضامین دوسری جلد میں شائع کیے جائیں گے۔ حدیث سبۃ احرف پر مفصل بحث، بعض مفتیان کے مفصل فتاویٰ جات، غامدی صاحب کے تضادات، غامدی صاحب اپنے تلامذہ کی نظر میں، غامدی صاحب کے رد میں لکھے گئے معتدل اہل علم کے مضامین و کتب کی فہرست وغیرہ بھی قارئین دوسری جلد میں ملاحظہ فرما سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔

ہم نے متعدد اہل علم و قلم سے غامدی مذہب پر ”مختصر تبصرہ“ کی گزارش کی تھی، جس کے جواب میں موصول ہونے والے تاثرات ”غامدی فتنہ میری نظر میں!“ نامی مضمون میں شامل ہیں۔ جو حضرات تا حال اپنے تاثرات ارسال نہیں فرما سکے، ان کے تاثرات یا مضامین و مقالات بھی یکم اگست ۲۰۱۵ء تک موصول ہونے کی صورت میں دوسری جلد میں شامل ہو سکیں گے

ع صلائے عام ہے یا ران نکتہ داں کے لیے

”فتنہ غامدی نمبر“ میں بوجہ سیکڑوں صفحات پر مشتمل بہت سے مضامین شامل نہیں کیے جاسکے، جن میں بڑی وجہ تکرار اور طوالت ہے۔ بلکہ پہلی جلد کے لیے منتخب کردہ مضامین میں سے بھی بعض قیمتی اور

اہم مضامین عین آخری وقت میں صرف اس لیے نکالنے پڑے کہ ان کے ساتھ اس جلد کے صفحات کسی طرح بھی قابو میں نہیں آرہے تھے۔ جن اکابر و احباب کے مضامین قابل اشاعت ہونے کے باوجود شامل اشاعت نہیں ہو سکے، ان سب سے ہم انتہائی معذرت خواہ ہیں۔ ان کے مضامین دوسری جلد میں شامل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

اس اشاعت خاص کے بعد مستقل بنیادوں پر اس فتنے کا تعاقب جاری رکھنے کا عزم ہے، جس کے لیے ایک مجموعہ مرتب کیا جائے گا، اس میں ان شاء اللہ تمام مضامین پوری تفصیل کے ساتھ شامل ہو سکیں گے۔ اس ”مجموعہ“ کے لیے بھی جملہ اہل علم و قلم کی خدمت میں قلمی و علمی تعاون کی درخواست ہے۔ امید ہے ہر پور توجہ فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں مختصر کتابچوں، پمفلٹوں اور اکابر کی آراء و فتاویٰ پر مشتمل ٹریکٹوں کا بھی ارادہ ہے۔ اللہ جل شانہ ہمت اور توفیق عطا فرمائیں تو ان شاء اللہ اکابر و احباب کے تعاون سے ہر فورم پر اس فتنے کا ہر انداز میں تعاقب کیا جائے گا۔ تمام اہل اسلام سے اس سلسلہ میں خصوصی دعاؤں کی بھی درخواست ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

حسب سابق اس اشاعت خاص میں بھی برادرِ مکرم مولانا احسن خدای تقرباً تمام امور میں شریک کار رہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اس دفعہ بندہ ان کے شریک کار رہا تو شاید بے جا نہ ہو، علاوہ ازیں..... حضرت مولانا مفتی محمد انور اذکار ڈوی مدظلہم، حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم، حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم، حضرت الشیخ مولانا حبیب الرحمن سومرو مدظلہم، حضرت الاستاذ مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہم، حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمن مدظلہم، حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم کی دعائیں، سرپرستی، تعاون، مشاورت اور..... مولانا مفتی شعیب احمد، مولانا سید زین العابدین، حافظ عدیل عمران، مولانا جمیل الرحمن عباسی، مولانا مفتی رب نواز، مولانا مفتی طلحہ جواد، مولانا شفیق الرحمن جلال پوری، مولانا مفتی محمد عبداللہ، محترم جناب ماسٹر منظور حسین صاحب، محترم مولانا عبدالرزاق خان صاحب، بھائی عبدالغفور صاحب اور طلحہ بھائی (حافظ شمس الدین خان طلحہ صفدری) سمیت دیگر احباب کا تعاون بھی شامل حال رہا۔ خداوند قدوس سب کو اپنے شایان شان اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر نافع و مفید بنائے۔ اور بارگاہ ایزدی سے مجلہ صفر کو صحیح خطوط پر دین و مسلک کی اشاعت و حفاظت کی توفیق مرحمت ہوتی رہے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم

☆.....☆.....☆.....☆

فہرست ”فتنہ غامدی نمبر“ (جلداول)

باب ۱..... آغاز سخن

- انتساب..... غامدی کی اصلیت کھولنے والوں کے نام 11
پیش لفظ..... احمد مفتی..... 13
پیام صفدر..... احسن خدای..... 21
عرض خادم..... خادم اہل سنت حمزہ احسانی غفرلہ..... 25

باب ۲..... تحریرات اکابر

- ۱ وکیل صحابہ حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ..... 35
۲ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم..... 36
۳ حکیم العصر مولانا عبد المجید لدھیانوی رحمہ اللہ..... 37
۴ شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہم..... 38
۵ شیخ الحدیث مولانا عبد الرزاق اسکندر مدظلہم..... 43
۶ شیخ التفسیر مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہم..... 45
۷ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم..... 47
۸ وکیل احناف مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی مدظلہم..... 47
۹ وکیل دیوبند مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ..... 48
۱۰ وکیل احناف مولانا منیر احمد منور مدظلہم..... 48
۱۱ شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمن مدظلہم..... 48
۱۲ محقق العصر مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ..... 49
۱۳ ترجمان اہل حق مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم..... 50
۱۴ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن سومر مدظلہم..... 50
۱۵ شیخ الحدیث مولانا عبد القدوس خان قارن مدظلہم..... 51
۱۶ محقق العصر مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی مدظلہم..... 51
۱۷ سلطان القلم مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہم..... 52
۱۸ شیخ الحدیث مولانا مفتی جمیل الرحمن مدظلہم..... 52
۱۹ حضرت مولانا قاضی ثار احمد مدظلہم..... 53

باب ۳..... (تجدد پسندوں کے) قلمی و علمی فتنے

- 59 مسلکی تصلب اور دینی غیرت و حمیت اکابر کے طرز عمل کے چند نمونے
 68 تفردات کے نقصانات مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
 73 تجدد پسندوں کے قلمی و علمی فتنے حضرت مولانا فضل محمد ظہیم
 97 جدید مفکرین کے طریقے محترم ڈاکٹر خالد جمعی صاحب

باب ۴..... (جاوید احمد غامدی کا) تعارف و پس منظر

- 125 جاوید احمد غامدی..... پس منظر اور پیش منظر مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور
 141 جاوید احمد غامدی..... مختصر تعلیمی پس منظر جناب اعجاز احمد قیصرانی
 148 مکروفریب کا فتنہ مولانا کمال الدین
 154 غامدی کی دین فہمی اور خود ساختہ اصول جناب ڈاکٹر خالد جمعی
 170 جاوید غامدی کا قلم حضرت مولانا فضل محمد ظہیم

باب ۵..... (غامدی) افکار کا تحقیقی محاسبہ

- 183 عقیدہ حیات و نزول عیسیٰ، قرآن کی روشنی میں بنیاد پرست
 190 عقیدہ حیات عیسیٰ اور غامدی موقف مولانا محبوب احمد
 203 عمار خان ناصر پر جاوید غامدی کے اثرات! مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ
 215 غامدی تصویر جہاد مولانا مفتی شعیب احمد
 230 غامدی صاحب کا تصور جہاد مولانا صفی اللہ
 254 حدیث غزوہ ہند اور غامدی گروپ کی تحقیق مولانا مجیب الرحمن
 271 توہین رسالت کی شرعی سزا اور غامدی موقف مولانا مفتی افتخار احمد
 301 عمار خان..... گستاخ رسول کے دفاع میں! حافظ محمد عدیل عمران
 308 فتنہ غامدیت اور فتنہ قادیانیت مولانا عبداللہ معتصم
 325 غامدی اصول تفسیر و تصور سنت مولانا مفتی محمد خالد
 357 تفسیر کے لیے بنیادی شرط اور غامدی صاحب مولانا عبدالقدوس خان قارن مد ظہیم
 365 غامدی کی قرآن فہمی مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور مد ظہیم

370	قرآن قرآن اور غامدی صاحب.....	مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم.....
380	اختلاف قرأت اور جاوید احمد غامدی.....	مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم.....
413	احسان و تصوف اور غامدی کی بد فہمی.....	مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم.....
422	اسلام و تصوف کا صحیح تصور اور جاوید غامدی.....	مولانا حبیب الرحمن سومرو مدظلہم.....
438	حجیت اجماع اور غامدی شبہات کا ازالہ.....	مولانا مفتی رب نواز.....
450	چند اجماعی مسائل..... اور جاوید غامدی.....	مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی مدظلہم.....
455	جاوید احمد غامدی..... اور سزائے رحم.....	محترم جناب اشتیاق احمد صاحب.....
462	زانی محسن کی سزائے رحم اور غامدی.....	مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم.....
472	جاوید غامدی سے عمار خان ناصر تک.....	مولانا احسن خدای.....
510	غامدی صاحب کا نظریہ سیاست.....	مولانا محمد صدیق قریشی.....
527	اسلام اور ریاست (جوابی بیانیہ).....	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم.....
534	غامدی کی جدت پسندی.....	مولانا عبدالحمید تونسوی مدظلہم.....
555	جاوید غامدی اور دینی مدارس.....	مولانا مدثر جمال تونسوی.....

باب ۶..... غامدی مذہب کا عمومی جائزہ

567	دورِ حاضر کا غلام احمد.....	مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہم.....
573	غامدی فکر۔ ایک عمومی جائزہ.....	احمد مفتی.....
578	غامدی فتنہ میری نظر میں.....	غامدی مذہب پر اہل علم و قلم کے تاثرات.....

باب ۷..... فتاویٰ جات

594	یہ شخص زندیق ہے.....	مولانا مفتی حمید اللہ جان کافوتی.....
595	بعض نظریات قرآن کے صریح خلاف ہیں۔	دارالافتاء و تحقیق لاہور کافوتی.....
596	دائرہ اسلام سے خارج اور ضال و مضل ہے۔	دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کافوتی.....
597	بعض نظریات خالص کفر ہیں۔	جامعہ خیر العلوم خیر پور کافوتی.....
598	گمراہ اور اہل سنت سے خارج ہے۔	جامعہ اشرفیہ لاہور کافوتی.....
599	ملحد اور بے دین ہے۔	جامعہ خلفائے راشدین احمد پور کافوتی.....

درویش کی رحلت

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علماء کرام کے بیانات میں سنا کرتے تھے کہ آپ باضابطہ عالم دین نہ تھے، تاہم آپ کا سینہ وہی علوم کا آئینہ تھا جس پر قدرت اپنی جناب سے معارف اتارا کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ کے اساطین علم آپ کے حضور نیاز مندانہ حاضر ہوتے اور فیض پاتے۔

دنیا قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت شاگردی پر فخر کرتی اور یہ نابغہ روزگار ہستیاں اپنی باطنی تکمیل کے لیے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و راہ نمائی کو ضروری جانتی تھیں۔

یاد پڑتا ہے بچپن کی یہ اُلجھن [کہ اتنے بڑے علماء اپنی علمی وجاہت کے باوصف ایک غیر عالم حاجی صاحب سے کیا سیکھتے ہیں؟ اور جب حاجی صاحب عالم ہی نہیں تو انہوں نے یہ سب کہاں سے سیکھا؟] بڑی دیر تک پریشان کرتی رہی تا آنکہ مرشدی قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ اور روحانی نسبتوں کے امین شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب سومروزید مجدہم کے ہاں [جنہاں سومرو ضلع ٹنڈو محمد خان، حیدرآباد] حاضری ہوئی اور آپ کی معیت میں بیٹھے بابا جمن نامی سفید ریش بزرگ سے شناسائی ہوئی، اب جب کہ یہ درویش صفت بزرگ [جنوری ۲۰۱۵ء کی رات] دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں، ہم ان کی یادوں کو بے نقاب کرنے بیٹھے ہیں۔

بابا جمن باضابطہ عالم بھی نہ تھے اور خالص دیہاتی ماحول میں زندگی گزارنے کی وجہ سے معلومات اور حصول علم کے ذرائع سے مکمل نا آشنا بھی۔ تاہم حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور آپ کی توجہ کی برکت سے روحانی صلاحیت کو گویا چار چاند لگ گئے اور بابا جمن سے وہ معرفت کی باتیں پھوٹنے لگیں کہ کتابوں کا دامن اُن سے خالی ہوتا تھا اور کتابیں پڑھنے والوں کے کان اُن سے پہلی دفعہ شناسا ہوا کرتے۔ یوں بابا جمن کی مجالس میں بیٹھ کر سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سمجھ آنے لگے۔ وہی علوم اور خدائی عطاء سے بھی واقفیت ہوئی، المؤمن بنظر بنور اللہ بھی سمجھ آیا اور الفاظ کا

ذخیرہ جانے، پڑھنے پڑھانے کے باوجود اپنے تہی دامن ہونے کا شدید احساس بھی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ گواہ ہیں بابا جمنؒ سے جامعہ حسینیہ مظہریہ کے کسی گوشے میں بیٹھ کر کی گئی سرگوشیاں بہت یاد آ رہی ہیں۔

کیسی کیسی محفلیں سونی ہوئیں
پھر بھی دنیا کس قدر آباد ہے

[سحر انصاری]

بابا جمنؒ سے پہلا اور غائبانہ تعارف مرشدی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی اس تحریر سے ہوا تھا جو ماہنامہ حق چار یار کی اشاعت خاص ”قائد اہل سنت نمبر“ [اپریل ۲۰۰۵ء] میں ”تصوف و سلوک اور حضرت ت اقدس“ کے عنوان سے شائع ہوئی۔ حضرت شیخ مدظلہ لکھتے ہیں:

”راقم کا مشاہدہ ہے کہ ہمارے ایک ساتھی محترم جن صاحب جو کافی عرصہ سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ وہ ایک وجدانی کیفیت کے مالک ہیں۔ وہ ہمیشہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے کہ توجہ فرمادیں۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے رہتے، مجلس میں ایک مرتبہ اُن کو خیال آیا کہ حضرت جی سے اکیلے میں بات کروں۔ (بعد از مجلس) خلوت میں محمد جن صاحب نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ جو سندھ کے باکمال صاحب معرفت شاعر گزرے ہیں کا یہ شعر سنایا:

خودی خدا کیل مائیدا من م

من ترا رن جاء کانہی دو دے میان م

یعنی جس طرح ایک میان میں دو تلواریں نہیں آسکتیں اسی طرح ایک وجود میں خودی اور خدا تعالیٰ دونوں نہیں ساکتے۔ بس یہ کہتا تھا کہ اہل دل (حضرت قائد اہل سنتؒ) نے اپنے محبت بھرے سینے کی ٹھنڈی ہواؤں سے کوئی جھوٹا اس کی طرف بھیج دیا۔ پھر تو اس (بابا جمنؒ) کی کیفیت دیدنی تھی۔ وہ بے خود ہو گئے، چلتے ہوئے لڑکھڑانے لگے، نیند کا غلبہ اور حواس معطل ہو گئے۔ دوران سفر اُن کو سنبھالتے سنبھالتے جب ریل میں سوار ہوئے تو حیدرآباد تک ایسے ہی پڑے رہے۔ ایک مہینہ تک اُن کی یہی کیفیت رہی، اُس کے بعد آہستہ آہستہ سنبھلنے لگے۔“

آہ! وجدانی کیفیت کے مالک یہ بے خود بزرگ اب ہم میں نہیں رہے۔

تو گروہ فقراء کو نہ سمجھ بے جبروت

ذات مولا میں یہی لوگ ساکت ہیں

[انشاء]

سندھ خانقاہ جب بھی حاضری ہوتی، جتنے دن قیام رہتا، بابا جمن خراماں خراماں چلتے آ پہنچتے۔
تواضع و بے نفسی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ خاموشی سے سر جھکائے ایک طرف ہو کر بیٹھ جاتے۔ کم بولتے
تھے، وجہ اس کی یہ تھی کہ اُن کے سننے والے ہی کم تھے۔ جب انہیں اپنے ذوق کا بندہ مل جاتا تو خوب
بولتے اور ایسی ایسی معرفت کی باتیں کرتے کہ حیرت سے حواس گم ہو جاتے۔ صوفیاء اور اہل محبت کے
اشعار کا ذخیرہ سینہ میں محفوظ تھا۔ سندھی فارسی کے اشعار سناتے پھر وضاحت کرتے، کبھی کسی شعر کا مصرعہ
سمجھ نہ آئے تو تشریح کرتے اور کافی دیر تک ایک ہی مصرعہ کو مختلف پیراؤں سے سمجھانے لگتے۔

اللہ کی محبت اور رضاء کے حصول کے طریقوں کو عام فہم مثالوں سے ایسے واضح کرتے کہ وصول
الی اللہ کی منزل آسان نظر آنے لگی، آداب شیخ پر گفتگو فرماتے، اہل دل کا تذکرہ کرتے اور حضرت اقدس
رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر کبھی آبدیدہ ہو جاتے تو کبھی فرط محبت میں کھل اٹھتے۔

فرماتے: پنجاب والوں نے حضرت قاضی صاحبؒ کو سمجھا نہیں، اُن کے سینے میں معرفت کے
نور کا جو دریا بہتا تھا اُس سے بے خبر رہے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کی تحریری، تنظیمی اور قائدانہ صلاحیتوں
سے خوب نفع اٹھایا، لیکن اُن کا سہارا لے کر اللہ سے وہ تعلق نہ بنا سکے جو طالب حق کا مقدر ہوا کرتا ہے۔
ایک دفعہ فرمایا: حضرت قاضی صاحبؒ پر پہلی نظر پڑی تو سمجھ آیا کہ اب تک جو لا الہ الا اللہ پڑھا
کرتے تھے یہ اُن لفظوں کا پیکر (غیر اللہ کی نفی میں کمال حاصل کرنے والی) ذات بیٹھی ہے۔

۱۲ تا ۱۷ ستمبر ۲۰۱۵ء آخری مرتبہ خانقاہ حاضر ہوا تو معلوم پڑا کہ بابا جمنؒ شدید بیمار ہیں۔
صاحب فراش ہیں اور چل پھر نہیں سکتے، خدشات نے بے چین کر دیا کہ شاید اب آخری ملاقات ہی ممکن
ہو سکے۔ حضرت شیخ مدظلہ سے عرض کیا تو فرمانے لگے: میں آپ کو اُن کے ہاں لے چلوں گا۔ لیکن اگلی صبح
جامعہ کی لائبریری بیٹھا تھا کہ بابا جمنؒ تشریف لے آئے، فرمانے لگے: آپ کی آمد کا علم ہوا تو چلا آیا، یہ
آخری اور طویل مجلس ثابت ہوئی، بہت باتیں ہوئیں۔ میرے طفلانہ سوالات تھے اور بابا جمنؒ کی معرفت
بھری باتیں، ظہر تک نشست رہی، کچھ ملفوظات نوٹ کر لیے تھے جو اب نذرِ قارئین ہیں۔

..... بعض دفعہ اہل محبت حق تعالیٰ سے غلبہ محبت میں بے خود ہو جاتے ہیں اور ایسی باتیں کہہ
جاتے ہیں کہ اہل دماغ اُن کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے، اللہ جل شانہ کا قرب جسے مل جائے وہ اس
بشارت کا مصداق بن جاتا ہے جس میں فرمایا: ہم مومن کا ہاتھ بن جاتے ہیں جن سے وہ پکڑتا ہے، آنکھ
بن جاتے ہیں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
اس کی مثال یوں ہے کہ کوئی مرد برقعہ پہن کر چلنے لگے، اب ظاہر میں یہ عورت دکھائی گئی جبکہ
باطن اور حقیقت میں تو مرد ہے۔ ایسے ہی ظاہری جسم تو انسان کا ہے لیکن اندر روح بیدار ہو تو خود ذات حق
رواق افروز ہے۔

حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے ایسے ہی کسی کیفیت میں یہ رباعی کہی:

میں شہباز کراں پرواز وچ دریا کرم دے ہو
زبان میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ہو
افلاطون ارسطو جیڑے میرا گے کس کم دے ہو
ہتھ حاتم جیڑے لکھ کرسو وڑے ہودے اگے پندے (مگتے) ہو

..... مرغی انڈا دیتی ہے تو مرغی کا انڈے کے اندر موجود بچے سے تعلق ثابت ہوا۔ اب یہ
انڈے میں موجود بچہ رفتہ رفتہ طاقت پکڑ کر انڈا توڑتے ہوئے باہر نکلے گا تو اس کی اپنے اصل سے
ملاقات ممکن ہوگی۔

فرمایا: یلقی الروح من امرہ۔ حق تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنی جناب سے روح ڈالی
جو (مثل اس بچے کے ہے جو انڈے کے اندر موجود ہے) انسان کے اندر مستور ہے۔ جب یہ روح ذکر
الہی سے رفتہ رفتہ طاقت ور ہو، نفس کا انڈا توڑ کر حق تعالیٰ سے مل جائے گی اور خدا خواستہ یا الہی سے
زندگی پھر محرومی ہی رہی تو یہ روح مردہ قرار پائے گی اور جسم (انڈا) ہی خراب ہو جائے گا۔

..... یاد کیجئے، فرمایا: اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے زندہ اور نہ کرنے والا ایسا ہے جیسے مردہ۔
..... قرآن پاک سراپا نور ہے۔ بقول سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ: قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا باطن ہے جس کی نورانیت الفاظ میں ہے جو تلاوت کرنے والے کو نصیب ہوتی ہے۔

..... سورج اپنے نور کے ساتھ طلوع ہوتا ہے تو ظلمت کا وجود مٹ جاتا ہے، ظلمت شب اور نور
شمس ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ایسے ہی جس قلب میں اللہ کی محبت کا نور سما جائے گا، نفس و خواہش کی
ظلمتیں کا فور ہو جائیں گی، قلب میں خودی [اپنی مرضی کے مطابق جینا] رہے گی یا خدا۔ [اللہ کے حکموں
پر چلنا] اب اختیار بندے کا ہے اسے قلب میں نور الہی چاہیے یا ظلمت نفس؟

..... تصویر شیخ سے اللہ کی قدرت کی بدولت شیخ تک رسائی ممکن ہے۔

..... فرمایا: شیخ توجہ عنایت فرماتے ہیں تاہم طلب شرط ہے اور یہ تدریجاً بقدر محنت نصیب

ہوتا ہے، جیسے چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کا سہارا لیا جاتا ہے، لیکن ایک ایک سیڑھی چڑھنا ہی منزل تک پہنچاتا ہے۔

..... ولایت ایک راز ہے ولی اور اللہ کے درمیان۔ اسے کبھی عیاں نہیں کیا جاتا، یہ شیخ اس تعلق کو سمجھاتے ہیں اور کھولتے ہیں، کیونکہ سمجھنا سمجھنا تو عقل کی سمجھنے کی چیزیں ہیں اور تعلق مع اللہ کی حقیقت محض عقل سے سمجھ آنے والی چیز نہیں، یہ تو نورِ نبوت ہے جو نورِ ولایت کے نام سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا آیا ہے۔
..... کبھی کبھی خود سے ہم کلام اور ہم نشین بھی ہونا چاہیے۔ اس خود کلامی اور ہم نشینی کے بڑے فوائد ہیں۔

..... ظاہری آنکھ پورے جہاں کو دیکھ سکتی ہے تو باطنی آنکھ جو اللہ کے نور سے دیکھتی ہے ”المؤمن ينظر بنور الله“ جسے نصیب ہو جائے اس کی رسائی کہاں تک ہوگی۔

..... دماغ اعضاء کا کنٹرول روم ہے جہاں سے جسم کے ہر ہر عضو کا احکامات دیے جاتے ہیں اور وہ اس کے حکم کو بجالاتے ہیں۔ یا ایسے سمجھ لیں کہ جسم کے ہر ہر عمل کو راحت و تکلیف تب محسوس ہوگی جب دماغ بحال ہوگا، بصورت دیگر پاگل کہا جائے گا جسے سردی، گرمی، بہار، خزاں، خوشی، غم سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ایسے ہی قلب روح کا مرکز ہے، قلب کی پاکیزگی اللہ کی یاد اور اس کی بندگی سے ہی ممکن ہے۔

عزیز محمد صہیب سومرو سلمہ نے بابا جن کو سہارا دے کر موٹر سائیکل پر بٹھایا اور میں اُن کے کمزور و نحیف بدن کو جب تک نظر آتے رہے ڈبڈباتی آنکھوں کے ساتھ دیکھتا رہا۔ خدا جانے کیا معاملہ تھا مجھے یقین سا تھا کہ یہ آخری ملاقات تھی۔ خانقاہ مظہریہ جانے کو بے تاب ہوں، دیارِ حبیب اور دیدارِ حبیب تو میسر ہوگا تاہم بابا جن سے وہ سرگوشیاں.....؟ وہ رازِ نیاز.....؟ نورِ معرفت سے گندھے وہ سر بستہ راز.....؟

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر

اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے سے

[سودا]

عقائد اہل سنت اور علامہ ابوعمار صاحب کی

نوازشات

ترتیب: مولانا عبدالریم چاریاری

ناشر: جامعہ حنفیہ، امداد ٹاؤن، شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد، رابطہ: 0321-0311-7837313

رجم کی مشروعیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کا اثبات

غیر شادی شدہ کو کوڑوں کے ساتھ جلا وطنی کی سزا کے بارے میں اختلاف اتنا اہم نہیں کیونکہ جو حضرات جلا وطنی کے ضروری ہونے کے قائل ہیں وہ بھی اپنے دلائل رکھتے ہیں اور وہ ہمارے لئے قابل صد احترام ائمہ ہیں اس سے کہیں زیادہ اہم مسئلہ رجم کی مشروعیت کا ہے کیونکہ پہلے زمانے میں خارجی اس کے منکر تھے آج مرزائی اور کچھ دوسرے لوگ بھی رجم کی سزا کے منکر ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ پر بھی کچھ لکھ دیا جائے کیونکہ ان لوگوں کی باتیں مسلمانوں میں شبہات پیدا کرتی ہیں ان کو امت سے کاٹتی ہیں اس لئے طلبہ کو اس کے بارے میں تیار کرنا بھی ضروری ہے راقم نے اس امید پر یہ مضمون لکھا کہ شاید یہ اس عاجز ناچیز اور اس کے متعلقین کی نجات کا باعث بن جائے تو یاد رکھیں کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اس پر اتفاق ہے کہ جب شادی شدہ مسلمان پر اسلامی عدالت میں زنا ثابت ہو جائے اس کے چار مرتبہ اقرار کرنے سے، یا چار یعنی گواہوں سے تو اسے رجم کیا جائے اختلاف اس میں ہے کہ رجم سے پہلے سو کوڑے مارے جائیں یا نہیں لیکن اس کو رجم کرنے پر سب صحابہ کرام متفق ہیں آنحضرت ﷺ کا کوئی صحابی اس کا قائل نہیں کہ ایسے مجرم کو رجم نہ کیا جائے۔ صحابہ کرام کے بعد ان کے نقش قدم پر چلنے والی امت مسلمہ میں اس بارے میں کبھی اختلاف نہ ہوا۔ علامہ خازنؒ لکھتے ہیں: اجمع العلماء علی جلد البکر الزانی مائۃ ورجم المحصن [تفسیر الخازن: 1/336] حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

”باقی رہا شادی شدہ کا حکم تو اس کے متعلق متواتر احادیث اور اجماع امت ہے، ان کے متعلق قرآن پاک کی آیتیں نازل ہوئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی، لیکن حکم باقی ہے کہ شادی شدہ مرد عورت بدکاری کریں اور وہ ثابت ہو جائے چار گواہوں سے، چار کی گواہی کا ذکر آئندہ آیت کریمہ میں آ رہا ہے یا وہ خود اقرار کریں کہ واقعی ہم نے یہ کام کیا ہے تو ان کو میدان میں کھڑا کر کے پتھروں کے ساتھ مار مار کر ختم کر دیا جائے، اس کا ردائی کو عربی میں رجم کہتے ہیں جس کا اردو میں ترجمہ سنگسار کرنا ہے۔ ضیاء الحق کے دور میں ہائی کورٹ کے ایک جج نے بڑھک ماری کہ رجم کا مسئلہ یہودیوں سے لیا گیا ہے اور یہ سزا اس روشن زمانے میں ناقابل عمل ہے، وہ ڈاکٹر تنزیل غیر مسلم پرویزی ذہن کا جج تھا، منکرین حدیث میں سے تھا، اس سلسلے میں علمائے کرام نے ہر جگہ احتجاج کیا اور پچاس علماء پر مشتمل ایک وفد جس میں ہر طبقے کے علماء شامل تھے

ضیاء الحق کو بھی ملا، اُس وفد میں میں (امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفرؒ) بھی شامل تھا۔ اور اُس کو خطوط بھی لکھے کہ تم اسلام، اسلام کرتے ہو، حج کی اس بات کا نوٹس لو! کیونکہ ہائی کورٹ کا حج ہے، اس کے یہ الفاظ قانون ہیں، پھر دوسرے حج اس کو بطور مثال کے پیش کریں گے۔ اگر کوئی سیاسی لیڈر بڑھک مارتا تو ہم سٹیج پر منبروں پر اُس کی تردید کر دیتے ہیں، درسوں میں تردید کر دیتے اور ہمارا فرض ادا ہو جاتا۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی اسلام کے خلاف بات کرے اور سب مسلمان خاموش رہیں تو سب گناہ گار ہوں گے اور اگر ایک بھی ذمہ دار اُس کی تردید کر دے تو فرض کفایہ ادا ہو جائے گا اور سب گناہ گار ہونے سے بچ جائیں گے۔ تو ہم نے کہا کہ تمہارے دور میں یہ بات ہو، ٹھیک نہیں۔ چنانچہ ضیاء الحق مرحوم نے اُس حج کو فارغ کر دیا۔“ [ذخیرۃ الجنان: ۲۴/۱۴، ۲۵]

چند کتب جن میں رجم کی سزا کا بغیر کسی نکیر کے ذکر ہے:

رجم کا مسئلہ صرف فقہاء ہی ذکر نہیں کرتے بلکہ مفسرین محدثین مؤرخین صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سب ہی اس کو ذکر کرتے ہیں ذیل میں نہایت عجلت سے دیکھی جانے والی کچھ کتابوں کے حوالہ جات دیئے جاتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ سے رجم کا ثبوت قطعی ہے، خلافت راشدہ کے دور میں اس کا نفاذ رہا، خلافت راشدہ کے بعد بھی امت مسلمہ اس کو ماننے پر آمادہ رہی اور کبھی اس میں اختلاف نہ ہوا۔ اکثر مصنفین کی تاریخ وفات بھی دی ہے تاکہ پتہ چلے کہ یہ مسئلہ ہر دور میں امت مسلمہ کے ہاں مسلم رہا ہے۔ اگرچہ ان میں بعض ایسے مصنف ہیں جو کسی مسئلہ میں تفرقہ رکھتے ہیں مگر رجم کے بارے میں ان کا بھی کوئی اختلاف نہیں۔

یاد رہے کہ جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ان میں بھی بعض دوسرے مقامات پر رجم کا ذکر موجود ہے مثلاً کسی کتاب سے سورۃ النساء آیت ۱۵ کی تفسیر کا حوالہ دیا اور سورۃ المائدہ آیت ۴۱ یا سورۃ النور آیت ۲ کی آیات کے تحت جو کچھ انہوں نے لکھا وہ نہ دیا جاسکا پھر بعض مصنفین کی ایک سے زیادہ کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں تاکہ یہ پتہ چلے کہ اس نے کسی اور کتاب میں بھی اس سے رجوع نہیں کیا۔ پہلے ان کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں، پھر ان شاء اللہ امت مسلمہ کے ساتھ رہنے کی ضرورت واہمیت سمجھائی جائے گی۔

حوالہ جات کتب تفسیر و اصول تفسیر:

[۱]..... تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر ابن جریر طبریؒ: ۱۸۲/۳ تا ۱۸۴ (مصنف: امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ)

[۲]..... تفسیر احکام القرآن: ۲/۱۰۵، ۳/۲۵۵ (مصنف: حجت الاسلام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص المتوفی ۳۷۰ھ)

- [۳]..... تفسیر احکام القرآن: ۴/۲۹۱، ۴/۲۹۰ (امام فقیہ عماد الدین بن محمد طبری شافعی المعروف بالکیا الہراسی المتوفی ۵۰۴ھ)
- [۴]..... تفسیر معالم التنزیل مع الخازن: ۵/۴۷ (مصنف: ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی صاحب کتاب المصابیح وشرح السنة ومعالم التنزیل المتوفی ۵۱۶ھ)
- [۵]..... تفسیر زاهدی: ۱/۲۸۷- طبع احسن العلوم کراچی سن طباعت ۱۴۲۲ھ (مصنف: شیخ ابونصر احمد بن حسن بخاری سن تالیف ۵۱۹ھ)
- [۶]..... تفسیر احکام القرآن: ۱/۳۵۸، ۳/۱۳۲۶ (مصنف: ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی المتوفی ۵۴۳ھ)
- [۷]..... تفسیر کشاف: ۳/۴۷ (مکمل نام: الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوه التأویل، مصنف: ابوالقاسم جارا اللہ محمود بن عمر الزحیری الخوارزمی المتوفی ۵۳۸ھ)
- [۸]..... تفسیر زاد المسیر: ۲/۳۵ نیز: ۶/۷۵ (مصنف: امام ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی المتوفی ۵۹۶ھ)
- [۹]..... الجامع لاحکام القرآن یعنی تفسیر قرطبی: ۵/۸۴، ۸۵ نیز ۱۲/۱۵۹ (مصنف: ابو عبد اللہ محمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۷۱ھ)
- [۱۰]..... مدارک التنزیل وحقائق التأویل المعروف تفسیر نسفی: ۱/۳۳۵، ۳۳۶، نیز ۳/۳۱۳ (مصنف: علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد ابن محمود النسفی المتوفی ۷۰۱ھ)
- [۱۱]..... لباب التأویل فی معانی التنزیل المعروف بالخازن (مصنف: علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن المتوفی ۷۲۵ھ) ج ۱ ص ۳۳۵، ۳۳۶، نیز: ۳/۳۱۳- ایک جگہ لکھتے ہیں: اجمع العلماء علی جلد البکر الزانی مائة ورجم المحصن [خازن: ۱/۳۳۶]
- [۱۲]..... تفسیر ابن کثیر: ۳/۳۱۳ (مصنف: حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ)
- [۱۳]..... کتاب التسهيل لعلوم التنزيل: ۱/۱۳۴ نیز: ۳/۵۸ (مصنف: الشيخ الامام محمد بن احمد بن جزي الكلبی الغرناطی الاندلسی المتوفی ۷۹۲ھ)
- [۱۴]..... البرهان فی علوم القرآن: ۲/۳۲ (مصنف: امام بدر الدین الزرکشی المتوفی ۷۹۴ھ)
- [۱۵]..... تنوير المقباس من تفسير ابن عباس ص ۱۵۲ حجم حصن كايان اور ص ۲۱۶ میں بکرا ذکر (جامع: محمد الدين فيروز آبادي صاحب قاموس المتوفی ۸۱۷ھ)
- [۱۶]..... تفسیر الدر المنثور: ۱/۴۵۴ تا ۴۵۷ (مصنف: امام عبد الرحمن جلال الدين السيوطي المتوفی ۹۱۱ھ)
- [۱۷]..... تفسیر الجلالين ص ۱۰۱ نیز ص ۴۵۷ (مصنف: علامہ جلال الدين محمد ابن احمد المحلى الشافعي وعلامہ جلال الدين عبد الرحمن بن ابی بکر السيوطي المتوفی ۹۱۱ھ)

- [۱۸]..... الاکلیل فی استنباط التنزیل ص ۶۲، ص ۱۵۸ (مصنف: امام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)
- [۱۹]..... الاتقان فی علوم القرآن: ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵ (مصنف: امام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)
- [۲۰]..... تفسیر ابی السعود المسمی ارشاد العقل السلیم الی مزیای القرآن الکریم: ۱۵۵/۲، ۱۵۶/۶ (مصنف: قاضی القضاة امام ابوالسعود محمد بن محمد العمادی المتوفی ۹۵۱ھ)
- [۲۱]..... تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان المعروف تفسیر نیسا بوری: ۲۰۴/۳ (مصنف: علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین اتمی النیسابوری)
- [۲۲]..... الفتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیة: ۳۶۵/۱، ۲۰۶/۳، ۲۰۷ (مصنف: شیخ سلیمان بن عمر الشافعی الشهیر بالجمل المتوفی ۱۲۰۴ھ)
- [۲۳]..... تفسیر مظہری [مترجم اردو]: ۳۵۵/۲، ۱۵۶/۸ (مصنف: قاضی ثناء اللہ پانی پٹی المتوفی ۱۲۲۵ھ)
- [۲۴]..... حاشیة الصاوی علی الجلالین: ۲۰۹/۱، سورة النساء: ۱۲۷/۳ (شیخ احمد الصاوی الممالکی اس کی ج ۲ ص ۳۷۷ میں ہے کہ اس حاشیہ سے ۱۲۲۸ھ کو فراغت ہوئی)
- [۲۵]..... تفسیر فتح القدیر: ۳۳۸/۱ (مصنف: محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ)
- [۲۶]..... تفسیر روح المعانی: ۲۳۵/۳، ج ۱۸ ص ۷۸، ۷۹ (مصنف: علامہ شہاب الدین سید محمود الوسی بغدادی المتوفی ۱۲۷۰ھ)
- [۲۷]..... التفسیرات الاحمدیہ ص ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳ (مصنف: شیخ احمد المدعو ملا جیون موصوف اس کتاب کی تصحیح سے ۱۰۷۵ھ کو فارغ ہوئے جب ان کی عمر ۲۷ برس کی تھی)
- [۲۸]..... تفسیر القاسمی المسمی محاسن التأویل: ۶۴/۵، ۱۱۶/۱۲ (مصنف: الشیخ محمد جمال الدین القاسمی المتوفی ۱۳۳۲ھ)
- [۲۹]..... تفسیر تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان: ۳۷/۲، ۳۸۸/۵ (مصنف: شیخ عبد الرحمن بن ناصر السعدی المتوفی ۱۳۷۶ھ)
- [۳۰]..... کتاب فی معرفة الناسخ والمنسوخ مع تنویر المقباس ص ۳۱۲ (مصنف: ابو عبد اللہ محمد بن حزم)
- [۳۱]..... التفسیر الواضح: ۱۵۶/۱، ۹۹/۲، سورة النور (مصنف: الدكتور محمد محمود جازی جامعة الازهر کلیة اصول الدین)
- [۳۲]..... تفسیر المرائی (مصنف: شیخ احمد مصطفی المرائی) الجزء الرابع ص ۲۰۶ میں لکھتے ہیں کہ سورة النساء آیت ۱۵ میں ”سبیل“ جمل تھا حدیث نے اس کو بیان کر دیا الزانیة والزانی آیت کریمہ عام تھی حدیث نے اس کو خاص کر دیا۔
- [۳۳]..... تفسیر المنار: ۴۳۶/۴ (مصنف: محمد رشید رضا مصری)

- [۳۴]..... تفسیر الجواهر ۴/۱۲ (مصنف: شیخ ططاوی جوہری مصری)
- [۳۵]..... مناهل العرفان فی علوم القرآن: ۱۶۰/۲ (مصنف: شیخ محمد عبدالعظیم الزرقانی)
- [۳۶]..... مباحث فی علوم القرآن ص: ۲۴۴ (مصنف: شیخ مناع القطان)
- [۳۷]..... خصائص السور والآیات المدنیہ ص ۳۷۹ تا ۳۸۱ (مصنف: دکتور عادل محمد صالح ابوالعلا)
- [۳۸]..... ر فی ظلال القرآن: ۵۹۳/۱: ۵۹۴ (مصنف: سید قطب)
- وہو یقول فیہ وقد ورد عن السنة العملية فی حادث ماعز والغامدیہ کما ورد فی صحیح مسلم ان النبی ﷺ رجمہما ولم یجلدہما وكذلك فی حادث الیہودی والیہودیہ اللذین حکم فی قضیتہما فقصی برجمہما ولم یجلدہما فدللت سنتہ العملية علی ان هذا هو الحكم الاخير نیز دیکھئے فی ظلال القرآن: ۲۲۸۷/۲۔
- [۳۹]..... تفسیر آیات الاحکام: ۳۱۲/۱۹: ۳۱۲ (مصنف: شیخ محمد علی الصابونی)
- [۴۰]..... صفوة التفاسیر: ۸۷/۲: ۸۷/۱۰ (مصنف: شیخ محمد علی الصابونی)
- [۴۱]..... تفسیر اضواء البیان سورة النساء: ۲۷/۱، (اس میں سورة آل عمران کی آیت ۲۳ سے بھی شریعت اسلامیہ میں رجم کے ہونے پر قرآن سے استدلال موجود ہے) نیز دیکھئے ج ۷ ص ۵ تا ۷ (مصنف: شیخ محمد امین الشنقٹی)
- [۴۲]..... مختصر تفسیر ابن کثیر: ۳۶۶/۱: ۵۱۸/۱..... ۵۸۰/۲، ۵۸۱ (اختصار: شیخ محمد علی الصابونی)
- [۴۳]..... تفسیر ابن عباس و مرویات من کتب السنی ص ۲۱۱ تا ۲۱۵ (مصنف: الدکتور عبدالعزیز بن عبداللہ الحمیدی)
- [۴۴]..... تفسیر حقانی پارہ قد افلح ص ۲۲ (مصنف: مولانا عبدالحق حقانی دہلوی)
- [۴۵]..... تفسیر بیان القرآن: ۱۰۱/۲ (مصنف: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ المتوفی ۱۳۶۲ھ)
- [۴۶]..... تفسیر عثمانی ص ۱۰۳ نیز ص ۴۶۶ (مصنف: شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ المتوفی ۱۹۴۹ھ)
- (۱۳۶۹ھ)
- [۴۷]..... حواشی ترجمہ قرآن (من جانب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ المتوفی ۱۹۶۲ء) حاشیہ ص ۱۲۶
- [۴۸]..... تفسیر کشف الرحمن: ۵۵۸/۲ (مصنف: سبحان الہند مولانا احمد سعید دہلوی)
- [۴۹]..... تفسیر معارف القرآن: ۱۶۳/۲ (مصنف: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ المتوفی ۱۹۷۷ء)
- [۵۰]..... معارف القرآن: ۳۳۷/۲ (مصنف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندؒ المتوفی ۱۳۹۶ھ)
- [۵۱]..... تفسیر انوار البیان: ۳۱۶/۶ (مصنف: حضرت مولانا عاشق الہی بلند شہری مہاجر مدنیؒ)
- [۵۲]..... تفسیر معالم العرفان: ۶۹۵/۱۳ (مصنف: استاذ محترم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ المتوفی ۲۰۰۸ء)
- [۵۳]..... تفسیر ذخیرۃ الجنان: ۲۵، ۲۴/۱۳ (استاذ محترم امام اہل سنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ المتوفی ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ مئی ۲۰۰۹ء)

حوالہ جات کتب حدیث و شروح حدیث:

- [۱] مسند امام اعظمؒ ص ۱۵۷ تا ۱۶۱ (امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ، ولادت سنہ ۸۰ھ وفات سنہ ۱۵۰ھ)
- [۲] کتاب الآثار طبع مکتبہ امدادیہ ملتان ص ۱۷۷ (تالیف امام اعظم ابوحنیفہؒ المتوفی ۱۵۰ ہجری ولایت الامام محمد بن الحسن الشیبانیؒ)
- [۳] موطا امام مالک ج ۲ ص ۸۱۹ تا ۸۲۲ طبع بیروت (مصنف: ابو عبد اللہ مالک بن انس الاحمدی المتوفی ۱۷۹ھ)
- [۴] کتاب الخراج ص ۱۷۵ تا ۱۷۷ طبع مصر (مصنف: امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم المتوفی ۱۸۲ھ، صاحب الامام ابی حنیفہؒ قاضی صاحب نے اس کتاب کو امیر المؤمنین ہارون الرشیدؒ کے کہنے سے لکھا تھا)
- [۵] موطا امام محمد ص ۲۴۱، ۲۴۲ (یعنی موطا امام مالک بروایت الامام ابی عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانیؒ المتوفی ۱۸۹ھ)
- [۶] مسند امام شافعی مع کتاب الام ج ۸ ص ۵۱۸ طبع دار الفکر (مصنف: ابو عبد اللہ محمد بن ادريس الشافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ)
- [۷] مسند امام احمد ج ۱ ص ۶۱ (مصنف: ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المتوفی ۲۴۱ھ)
- [۸] مصنف ابن ابی شیبہ ص ۷۱ تا ۹۰ (تصنیف امام ابو بکر بن ابی شیبہ لکونی العسبی المتوفی ۲۳۵ھ)
- [۹] دارمی شریف ص ۵۶۷ تا ۵۷۸ (مصنف: ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی المتوفی ۲۵۵ھ)
- [۱۰] صحیح بخاری: ۱۰۱۶/۲، نیز: ۱۰۱۳ تا ۱۰۱۶ (مصنف: ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ المتوفی ۲۵۶ھ)
- [۱۱] صحیح مسلم: باب ۶..... ۵۹/۲، ۶۵/۲ تا ۷۰ (مصنف: ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیریؒ المتوفی ۲۶۱ھ)
- [۱۲] اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان: ۴۱/۲ نیز ص ۴۶ تا ۴۹ (شیخ محمد فواد عبدالباقی)
- [۱۳] تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار ص ۱۴۰ طبع مطبع منشی نول کشور لکھنؤ (بخاری مسلم کی قولی احادیث کا مجموعہ تصنیف شیخ رضی الدین حسن بن حسن صفائیؒ)
- [۱۴] سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸ تا ۲۶۶ (مصنف: ابوداؤد سلیمان بن الاشعث البجستانیؒ المتوفی ۲۷۵ھ)، تصحیح شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ المتوفی ۱۳۳۹ھ
- [۱۵] سنن النسائی ج ۸ ص ۱۳ (مصنف: ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائیؒ المتوفی ۳۰۳ھ)
- [۱۶] سنن ترمذی طبع مکتبہ رشیدیہ دہلی ج ۱ ص ۱۷۵ تا ۱۷۷ (مصنف: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ المتوفی ۲۷۹ھ)
- [۱۷] سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۸۵۲ تا ۸۵۶ (مصنف: ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینیؒ المتوفی ۲۷۳ھ)
- [۱۸] البحر الزخار المعروف بمسند البزار ج ۱ ص ۳۰۰ حدیث ۱۹۴ (مصنف امام ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق العتکی البزارؒ المتوفی ۲۹۲ھ)
- [۱۹] تہذیب الآثار ج ۲ ص ۱۳۹، ۱۴۰ (محمد بن جریر طبریؒ المتوفی ۳۱۰ھ)

١٢ المتوفى ٣٢١ هـ)

محمد بن ابراہیم بن خطاب

صفہائی المتوفی ۴۳۰ھ)

البیهقی المتوفی ۴۵۸ھ)

م عبد العظیم بن عبد القوی

بد اللہ محمد بن ابوبکر الدمشقی

کے کچھ حوالہ جات درج

بن حزم المتوفى ٤٥٦هـ)

غنی ابوالحسن یوسف بن

حب كتاب مصابيح السنة

ابن محمد ابن الاثير الجزري

المندى المتوفى ٦٥٦هـ)

بن دقاق الدين المتوفى

- [۳۳] منتقى الاخبار ج ۲ ص ۷۰۴ تا ۷۱۶ (مصنف: ابوالبركات مجد الدين عبدالسلام بن عبد اللہ الحرانی المعروف بابن تیمیہ المتوفی ۶۵۲ھ موصوف شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے جد امجد ہیں)
- [۳۴] الالمام باحادیث الاحکام ص ۳۶۶ تا ۴۷۴ (مصنف: الامام القاضی تقي الدين ابوالفتح محمد بن علی بن وهب المصري القشیری رحمہ اللہ تعالیٰ المعروف بابن دقیق العید المتوفی ۷۰۲ھ)
- [۳۵] مشکوة المصابیح ص ۲۹۹ نیز ۳۰۹ تا ۳۱۱ (مصنف: ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب العری الترمیزی رحمہ اللہ تعالیٰ اکمل کتابہ ۷۳۷ھ)
- [۳۶] تحفۃ الاشراف ج ۷ ص ۱۴۳ حدیث رقم ۹۵۶۷ (مصنف: امام الحدیث حافظ جمال الدین یوسف المزی المتوفی ۷۴۳ھ)
- [۳۷] نصب الراية فی تخريج احادیث الهدایة ج ۳ ص ۳۰۶ تا ۳۳۳ نماز جنازہ کا بھی ذکر ہے (مصنف: علامہ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی المتوفی ۷۶۲ھ)
- [۳۸] زاد المعاد ج ۱ ص ۵۱۵ تا ۵۱۷ نیز ج ۵ ص ۲۹ تا ۳۵ (شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابوبکر الدمشقی المعروف حافظ ابن القیم المتوفی ۷۵۱ھ)
- [۳۹] الکواکب الدراری شرح صحیح البیخاری ج ۲ ص ۲۰۱ تا ۲۲۰ (مصنف: علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانی المتوفی ۸۶۱ھ)
- [۴۰] جامع العلوم والحکم شرح الاربعین للوئی ص ۱۰۶ تا ۱۱۳ (شارح زین الدین عبد الرحمن بن شہاب الدین ابن احمد بن رجب الحنبلی البغدادی من علماء القرن الثامن الهجری)
- [۴۱] مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۲ تا ۲۷۳ (مصنف: حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ)
- [۴۲] فتح الباری شرح بخاری ج ۱۲ ص ۱۱۷ تا ۱۷۱ نیز ص ۲۰۱ (شارح امام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ)
- [۴۳] عمدة القاری ج ۲ ص ۲۹۵ تا ۲۹۷ ج ۲ ص ۲ تا ۱۵، ص ۳۹، ۴۰ (شارح: امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی المتوفی ۸۵۵ھ)
- [۴۴] تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالک ج ۳ ص ۳۸ تا ۴۴ (شارح امام جلال الدین السيوطی المتوفی ۹۱۱ھ)
- [۴۵] ارشاد الساری شرح بخاری ج ۱ ص ۸ تا ۳۰ (علامہ شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی صاحب المواهب اللدنیة المتوفی ۹۲۳ھ)
- [۴۶] الزواجر عن اقتراف الكبائر ج ۲ ص ۱۳۱ تا ۱۳۲ (علامہ ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الہیثمی المتوفی ۹۷۷ھ)

[۴۷] کنز العمال ج ۱ ص ۸۷، نیز ج ۵ ص ۳۳۴ (مصنف: علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہانفوریؒ المتوفی ۹۷۵ھ)

[۴۸] شرح زرقانی علی المؤطا: ۳۵۴ تا ۱۵۰ (امام محمد الزرقانیؒ ۱۱۱۲ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے)

[۴۹] سبل السلام شرح بلوغ المرام ج ۱ ص ۵ تا ۱۲ (شیخ محمد بن اسماعیل المعروف امیر یمنیؒ المتوفی ۱۱۸۲ھ)

[۵۰] نیل الاوطار شرح متقی الاخبار ج ۷ کتاب الحدود ص ۸۶ تا ۱۲۴ (محمد بن علی بن محمد الشوکانیؒ المتوفی ۱۲۵۰ھ)

[۵۱] مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۹۰ تا ۳۰۱ (نواب قطب الدینؒ)

[۵۲] حاشیہ بخاری از حضرت حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ المتوفی ۱۲۹۷ھ

حضرت نانوتویؒ [علامہ کرمانی کی شرح الکواکب الدراری ج ۲ ص ۲۰۵، ۲۰۶ سے] لکھتے ہیں: فان قلت ما بالہ لم یفتع بالتوبۃ وہی مسقطۃ للائم واصر علی الاقرار واختار الرجم قلت سقوط الائم بالحد متیقن لا سیما اذا کان بامرہ ﷺ واما التوبۃ فیخاف ان لا تكون نصوحا فاراد حصول البراءۃ یقینا ۱۲ اک (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۱۰۷) یاد رہے کہ بخاری شریف کے آخری کم از کم تین پاروں کا حاشیہ حضرت نانوتویؒ کے قلم سے ہے۔

[۵۳] الکوکب الدری علی جامع الترمذی ج ۲ ص ۳۷۳ تا ۳۸۰ (مجموعہ دروس علامہ رشید احمد گنگوہیؒ المتوفی ۱۳۲۳ھ)

[۵۴] بذل المجہود فی حل سنن ابی داود ج ۱۳۸ تا ۱۵۴ (مولانا غلیل احمد سہارنپوریؒ المتوفی ۱۳۴۶ھ)

[۵۵] فیض الباری ج ۴ ص ۴۳۸ تا ۴۵۴ (تقریر بخاری علامہ انور شاہ کشمیریؒ المتوفی ۱۳۵۲ھ)

[۵۶] العرف الشذی مع سنن الترمذی طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ص ۱۷۲ تا ۱۸۰ (تقریر ترمذی علامہ انور شاہ کشمیریؒ المتوفی ۱۳۵۲ھ)

[۵۷] تحریرات حدیث ص ۴۷۲ تا ۴۷۵ (مولانا حسین علی صاحبؒ متوفی ۱۳۶۲ھ)

[۵۸] الناج الجامع للاصول ج ۳ ص ۲۳ تا ۲۷ (الشیخ منصور علی ناصف)

[۵۹] فتح المبدی ج ۳ ص ۳۹۳. (فتح المبدی شرح مختصر الزبیدی لشیخ الاسلام عبداللہ بن حجازی الشرقاویؒ المتوفی ۱۲۲۶ھ)

[۶۰] الاعتبار فی النسخ والمنسوخ من الآثار ص ۳۰۱ ص ۳۰۵ (امام ابوبکر محمد بن موسیٰ الحازمی الحمدانیؒ المتوفی ۵۸۵ھ)

عبارات کتب فقہ حنفی:

[۱] عرب و عجم میں اسلامی عقیدے کے مقبول ترین متن ”عقیدہ طحاوی“ کے مصنف امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاویؒ متوفی ۳۲۱ھ اپنے فقہ کے متن میں لکھتے ہیں: واذا زنا المحصن والمحصنة رجما حتى يموتا ثم غسلا وكفنا وصلى عليهما ودفنا ولا جلد عليهما مع ذلك.

[مختصر الطحاوی ص: ۲۶۲ مطبعہ دار الکتب العربیہ قاہرہ]

[۲] امام ابو حسین احمد بن محمد بغدادی الحنفیؒ المعروف بالقدری المتوفی ۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

فإن كان الزاني محصنا رجمه بالحجارة حتى يموت..... ولا يجمع في المحصن بين الجلد والرجم ولا يجمع في البكر بين الجلد والنفي إلا أن يرى الإمام ذلك مصلحة فيغربه على قدر ما يراه (مختصر القدری مع حاشیہ مولانا غلام مصطفیٰ سندھی ص ۲۱۰، ۲۱۱ نیز قدری مع حاشیہ التنقیح الضروري مطبعہ تجائی دہلی ص ۲۱۳، ۲۱۵)

[۳] تحفة الفقهاء: ۲۱۵/۳. علاء الدین السمرقندی المتوفی ۵۳۹ھ

[۴] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ۳۳/۷. علامہ کاسانی المتوفی ۵۸۷ھ

[۵] شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر القرطبی المرغینانی (المتوفی ۵۹۳ھ) فرماتے ہیں: ”وإذا وجب الحد وكان الزاني محصنا رجمه بالحجارة حتى يموت لأنه عليه السلام رجم ماعزا وقد أحصن، وقال في الحديث المعروف وزنا بعد الاحصان وعلى هذا اجماع الصحابة. [ہدایہ: ۵۰۹/۲]

[۶] فتح القدیر: ج ۵ ص ۲۲۳ تا ۲۲۵۔ (ابن الہمام الحنفی المتوفی ۶۸۱ھ)

[۷] عنایہ شرح ہدایہ ج ۵ ص ۲۲۳ تا ۲۲۵ (امام اکمل الدین محمد بن محمود الباری المتوفی ۷۸۶ھ)

[۸] حاشیہ المحقق سعد اللہ بن عیسیٰ المفتی الشہیر بسعد علی وسعدی آفندی المتوفی ۹۴۵ھ مع العنایہ وفتح القدیر ج ۵ ص ۲۲۵

[۹] امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفیؒ متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں: فان كان محصنا رجمه في قضاء حتى يموت..... ولا يجمع بين جلد ورجم و جلد ونفي ولو غرّب بما يرى صح (کنز الدقائق مع حاشیہ کنوز الحقائق ص ۱۸۱ بقلم مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ و مولانا حبیب الرحمن مہتمم دارالعلوم دیوبند)

[۱۰] الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۳۹ (شیخ الاسلام ابوبکر بن علی بن محمد الحدادیؒ المتوفی ۸۰۰ھ)

[۱۱] فتاویٰ بزازیہ مع الفتاویٰ الہندیہ ج ۶ ص ۲۲۸ (وہی المسماة بالجامع الوجیز للشیخ الامام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن بزاز الکردی الحنفی المتوفی ۸۲۷ھ)

[۱۲] البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج ۵ ص ۸ (علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی المتوفی ۹۷۰ھ)

[۱۳] تنویر الابصار مع الدر المختار ج ۱ ص ۳۱۶ طبع ایچ ایم سعید کراچی (شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ انصاریؒ تاشی الحنفی)

(التونی ۱۰۰۲ھ)

[۱۳] شرح نقایہ ج ۲ ص ۲۷۳، ۲۷۴ طبع ایچ ایم سعید کراچی (ملا علی قاری کی متونی ۱۰۱۲ھ)

[۱۵] شرح الیاس برنقاییہ مع حواشی ج ۲ ص ۱۱۳، ۱۱۴ (مطبع نول کشور لاہور)

[۱۶] فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۳۵

[۱۷] الدر المختار ج ۱ ص ۳۱۶ طبع ایچ ایم سعید کراچی (علامہ حصکفیؒ المتونی ۱۰۸۸ھ)

[۱۸] رد المحتار ج ۲ ص ۱۰ طبع مصر (علامہ محمد امین بن عابدین الشامی المتونی ۱۲۵۲ھ)

عبارات کتب فقہ مالکی:

[۱] فقہ مالکی کی مرکزی اور قدیم کتاب المدوۃ الکبریٰ کتاب الرجم ج ۳ ص ۳۹۷ (امام سحنون بن سعید بن حبیب

التوخی المتونی ۲۴۰ھ)

[۲] ارشاد السالک (شیخ شہاب الدین بغدادی مالکیؒ) مع شرحہ اسهل المدارک ج ۳ ص ۱۶۲ تا ۱۶۵

[۳] اسهل المدارک شرح ارشاد السالک ج ۳ ص ۱۶۲ تا ۱۶۵ (شیخ ابوبکر بن حسن الکشتاوی)

عبارات کتب فقہ شافعی:

[۱] کتاب الام ج ۶ ص ۱۳۳ (ابو عبد اللہ امام محمد بن ادریس الشافعیؒ المتونی ۲۰۴ھ)

[۱] مختصر المزنی مع کتاب الام: ۳۶۸/۸ (امام ابوالبراء ایم اسماعیل بن یحییٰ المزنی امام شافعیؒ کے تلمیذ)

[۳] المہذب ج ۲ ص ۲۶۶ (الامام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الفیر وزآبادی الشیرازی المتونی ۴۷۶ھ)

[۴] تکملة المجموع شرح المہذب: ۷/۲۰ (المجموع کے مؤلف: امام نوویؒ، المتونی ۶۷۶ھ)

[۵] المنہاج مع مغنی المحتاج: ۱۳۹/۴۔ (امام نوویؒ شافعی المتونی ۶۷۶ھ)

[۶] مغنی المحتاج: ۱۳۶/۴ تا ۱۳۹ شرح المنہاج (شمس الدین محمد بن احمد الشربینی الخطیب المتونی ۹۵۷ھ)

[۷] عمدة السالک وعدة الناسک ص ۳۶۶ (شہاب الدین ابوالعباس احمد بن النقیب المصری

المتونی ۷۶۹ھ)

[۸] قرۃ العین وشرح فتح المعین مع حاشیہ ترشیح المستفیدین ص ۳۸۱، اور مع اعانة الطالبین: ۱۳۶/۴ (قرۃ

العین فقہ شافعی کا بہت مستند متن ہے جس کے مصنف شیخ زین الدین ملیباریؒ ہندوستان مالابار کے تھے انہوں نے

اس کتاب کو ۹۸۲ھ میں لکھا (نزهة الخواطر: ۱۰۶/۴) پھر اس کی شرح لکھی جس کا نام ہے: فتح المعین۔ علامہ ابو

بکر المشہور السید البکریؒ نے اس پر چار جلدوں میں حاشیہ لکھا اعانة الطالبین، یہ حاشیہ ۱۳۰۰ھ میں مکمل ہوا۔ دوسرا

حاشیہ سید علوی بن احمد السقاف کا ہے وہ ایک جلد میں ہے اس کا نام ہے ترشیح المستفیدین۔

[۹] المنہج وشرح المنہج مع حاشیہ الجمل ج ۵ ص ۱۳۱ (المنہج لشیخ الاسلام زکریا الانصاری

والحاشیۃ للشیخ سلیمان الجمل ۱۱۸۲ھ میں یہ حاشیہ مکمل ہوا)

[۱۰] بجیرمی علی الخطیب ج ۳ ص ۱۴۳ (حاشیۃ الشیخ سلیمان البجیرمی المسماة بتحفة الحبيب علی شرح الخطیب المعروف بالاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع) عبارات کتب فقہ حنبلی:

[۱] مختصر الخرقی مع المغنی ج ۱ ص ۱۲۰ (امام ابو القاسم الخرقی المتوفی ۳۳۴ھ)

[۲] مغنی ابن قدامہ ج ۱ ص ۱۲۰ تا ۱۲۳ (امام موفق الدین ابن قدامہ المتوفی ۶۲۰ھ)

[۳] مقنع مع الشانی ج ۱ ص ۱۵۵ (امام موفق الدین ابن قدامہ المتوفی ۶۲۰ھ)

[۴] الشانی لابن قدامہ ج ۱ ص ۱۵۵ تا ۱۵۸ (ثس الدین ابن قدامہ ۶۸۲ھ)

[۵] عمدة الفقہ ص ۱۴۰ (امام موفق الدین ابن قدامہ المتوفی ۶۲۰ھ)

[۶] زاد المستقنع مختصر المقنع (علامہ شرف الدین تجاوی متوفی ۹۶۰ھ) مع شرح الروض المربع [۳۳۶/۲]

[۷] الروض المربع شرح زاد المستقنع ج ۲ ص ۳۴۶ (علامہ منصور بن یونس بھوتی المتوفی ۱۰۵۱ھ)

[۸] الفتاوی الکبری (ابوالعباس احمد ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ)

کتب فقہ عام و اخلاق و تصوف:

[۱] بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۴۳۴ تا ۴۳۸ (امام محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد القرطبی المتوفی ۵۹۵ھ)

[۲] الفقہ علی المذاهب الاربعۃ (الشیخ عبدالرحمن الجزیری ج ۵ ص ۵۱)

[۳] العقوبۃ ص ۱۰۸ تا ۱۱۴ (محمد ابی زہرۃ)

[۴] احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۱۱ (امام محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ)

کتب تاریخ:

[۱] تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۳۷. (حافظ ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ)

[۲] ☆ اسد الغابۃ ج ۴ ص ۲۷۰، ۲۷۱ نیز ج ۵ ص ۶۴۲ (عز الدین ابوالحسن علی بن محمد بن الاثیر الجزیری المتوفی ۶۳۰ھ)

[۲] البدایۃ والنهاية ج ۳ ص ۱۷۹ (امام حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۷ھ)

[۵] (الاصابة ج ۳ ص ۳۳۷، ج ۴ ص ۱۵۶) (حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ)

[۳] تاریخ الخلفاء ص ۶۵ فصل فیما روی عنہ من الحدیث المسند حدیث ۳۸ من ذکر الصديقؐ (امام سیوطی، ۹۱۱ھ)

فائدہ: اسد الغابۃ کے بالکل آخر میں ج ۵ ص ۶۴۲ میں غامدیہ کے حالات ہیں بار بار آئی تھی کہ بچہ دودھ چھوڑ گیا تو اس کو رجم کیا گیا ہر مرتبہ خود آئی ہے سزا خالہ نے برا کہا تو فرمایا: مہ فوا الذی نفسی بیدہ لقد ثابت توبۃ لو تابہا صاحب مکس لغفر لہ فصلى علیہا ودفنت أخرجہا أبو موسی. واللہ اعلم ☆☆

مشاہدات بجواب شواہدات

..... قسط ۹.....

خود ساختہ اصطلاحات اور مبہم الفاظ و تعبیرات کے پردے میں بڑی سے بڑی گمراہی کو بے ضرری بات بنا کر پیش کرنا غامدیت کے اصول تبلیغ کی بنیاد ہے، جو غامدی اس فن میں جتنا طاق ہے، وہ اپنی غامدیت میں اتنا ہی کامل ہے۔ بندہ کے عم زاد برادر جناب عمار خان ناصر صاحب یوں تو اس فن کے امام و مجدد کہلانے کے حق دار ہیں، اپنا نظریہ مدلل و مبرہن طور پر پیش کر کے دوسروں سے منوالینا، اور خود اس کا اقرار تک نہ کرنا، یہ ان کے ہاتھ کی ادنیٰ کرامت ہے، جس ایک نمونہ ان کے مقالہ جہاد میں دیکھا جاسکتا ہے کہ جس میں انہوں نے غامدی کا من و عن نظریہ پیش کیا ہے، لیکن کسی ایک جگہ بھی یہ صراحت نہیں کی کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ تاہم ان کی بد قسمتی، کہ جوش جوانی اور اپنے قومی پس منظر کی وجہ سے جب وہ جذبات میں آتے ہیں تو کوئی نہ کوئی ایسی بات کہہ بیٹھتے ہیں جو غامدی اصول کے مطابق کہنے کی نہیں ہوتی اور پھر انہیں بسا اوقات مہینوں یا سالوں اس کی صفائیاں دینی پڑتی ہیں، مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں لکھت

آج سے کئی سال پہلے جب بندہ کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے کا اپنا پوشیدہ عقیدہ ظاہر کر دیا تھا، اور بندہ نے ان کے تحریر کردہ مہینج عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کو جا دکھائے تھے، تو جناب عمار خان ناصر صاحب نے بُری طرح جزبہ اور آپے سے باہر ہو کر ایک مہینج کے ذریعے بندہ کو خوب جلی کٹی سنائیں، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کہنا چاہ رہے ہوں کہ:

”شرم نہیں آتی.....؟ جس بات کو میں اتنے عرصے سے چھپائے بیٹھا تھا اسے اگلو کر سب کے سامنے ظاہر کر دیا.....!“

عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب سے متعلق ہم لوگ عرصے سے یہ کہتے آرہے ہیں کہ وہ جناب عمار خان ناصر کی ناجائز حمایت اور پشت پناہی کر رہے ہیں، اور اگر ان کی تائید و حمایت عمار صاحب کے سر پر نہ ہوتی، اور وہ قدم بقدم عمار خان صاحب کو ٹھکانہ اور کمک فراہم نہ کرتے، تو کبھی بھی یہ فتنہ اس نوعیت تک نہ پہنچتا۔

بہت سے خوش فہم اور خوش عقیدہ حضرات ہمارے اس موقف پر خفگی کا مظاہرہ کرتے تھے کہ عمار

بے شک گمراہ اور غلط ہے، مگر مولانا زاہد الراشدی صاحب نہ تو اُس کے ساتھ ہیں اور نہ اُس کی حمایت کرتے ہیں، خود عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کا طرزِ عمل مسلسل یہ رہا کہ وہ ایک طرف عمار کی گمراہیوں کو پلیٹ فارم فراہم کر کے اُس کی تردید کے شرعی فریضے کو نظر انداز کرتے رہے، اُس کی گمراہ کن باتوں پر چپ سادھ رکھنے کے باوجود بارہا اُس کی حمایت میں قلم بکف مورچہ انداز ہوتے رہے، اور دوسری طرف مسلسل اہل علم اور متدین حضرات کے سامنے نجی محفلوں میں بڑے در و دل سے عمار کی بے راہ روی پر فکر مندی کا اظہار بھی فرماتے رہے۔ عمار خان صاحب کی اعلانیہ حمایت، اُن کے افکار کی سرعام اشاعت اور نجی محفلوں میں اُن کے بھٹک جانے پر فکر مندی، یہ دونوں متضاد کام بیک وقت اِس خوبی و صفائی سے جاری رہے کہ انہیں عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کی ”کرامت“ قرار دینے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ بندہ کی اِس بات کے گواہ ایک دو نہیں بہت سے حضرات ہیں اور سیاسی، تنظیمی، خاندانی مردوتوں، بلند و بالا خوش فہمیوں، اور خود ساختہ مصلحتوں کی دھند چھٹے تو ان شاء اللہ العزیز وہ سب نہیں تو اُن میں سے کچھ حضرات تو ضرور یہ گواہی دیں گے کہ ”اشاعتِ خاص“ میں جناب عمار خان ناصر صاحب سے حق و باطل اور گمراہی کا کوئی بھی اختلاف نہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے عم محترم ذاتی مجلسوں کی تنہائی میں بڑے پرسوز انداز سے اُن کی گمراہی پر غم و اندوہ کا اظہار فرماتے رہے ہیں.....!!!

بات شاید دُور نکل گئی، عرض تو یہ کر رہا تھا کہ ہم لوگ جب اکابر علماء کے سامنے یہ عرض کرتے تھے کہ جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب عمار خان صاحب کی حمایت کرتے ہیں، تو دوسری طرف سے یہ جواب سننے کو ملتے تھے کہ:

..... ”مولانا زاہد الراشدی صاحب مجبور ہیں، اُن کی عمار کے سامنے چلتی نہیں ہے“..... ”وہ خود اِس صورت حال سے بہت پریشان ہیں، کہہ رہے تھے کہ میری کوششوں سے عمار کا فی حد تک ٹھیک ہو گیا ہے، آپ دعا کریں تو آہستہ آہستہ اور ٹھیک ہو جائے گا“..... ”وہ فرما رہے تھے کہ میں نے اِس لیے اُسے ساتھ ملا رکھا ہے کہ اگر اُسے علیحدہ کر دیا تو غامدیوں کے پاس ہی نہ چلا جائے (چلو میرے پاس رہ کر ہی غامدیت کی تبلیغ کرتا رہے)“..... ”وہ کہتے ہیں کہ میں اسے عمر عثمانی نہیں بنانا چاہتا“..... وغیرہ وغیرہ

تب یہ سامنے کی بالکل سیدھی سی بات احباب کو سمجھنا مشکل ہو جاتا تھا کہ جب وہ علی الاعلان عمار خان صاحب کی حمایت بھی کر رہے ہیں اور اُن کے نظریات کی کھلم کھلا اشاعت بھی کر رہے ہیں، تو اُن کا نجی مجلس میں کسی کے سامنے فکر یا غم کا مظاہرہ کرنا کچھ بھی اہمیت و وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن اسے ایک حادثہ کہیے یا حسن اتفاق کہ حضرت اقدس حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے مکتوبِ گرامی کے جواب میں جہاں عمار خان صاحب نے اور بہت سی اُن کہنیاں کہی ہیں، وہیں نہ جانے بے خودی یا بے خیالی کے کس عالم میں وہ

خوب صراحت کے ساتھ یہ بات بھی بیان کر گئے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، درحقیقت اپنے والد محترم کے ارشادات کی تعمیل میں اور اُن کے پرزور اصرار پر ہی کر رہے ہیں، گویا کہ وہ اپنے والد گرامی کا عکس اور اُن کے خوابوں کی تعبیر ہیں۔ کاش کہ جناب عمار خان صاحب حضرت مفتی تقی صاحب کا یہ مکتوب اور اپنا جواب بھی اسی طرح ”الشریعہ“ میں سجادیت جیسا کہ ”الشریعہ“ کی روایت کے مطابق باقی مکاتیب کو شائع کیا جاتا ہے، مگر وائے افسوس کہ اُن کا ”آزاد فورم“ اُن دونوں مکاتیب کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا نہ کر پایا، بہر حال، اُن کے مکتوب گرامی کے چند اقتباسات کو ملاحظہ فرمائیے! لکھتے ہیں:

[۱]..... ”میرے ”الشریعہ“ سے وابستہ رہنے اور اُس کی ادارت کی ذمہ داری کے تسلسل کا فیصلہ بھی اصلاً میرا نہیں، بلکہ والد گرامی کا ہے۔ میں ان آٹھ دس سالوں میں متعدد مواقع پر زبانی اور تحریری طور پر اُن سے یہ گزارش کر چکا ہوں کہ مجھے اس ذمہ داری سے سبک دوش کر دیا جائے تاکہ اعتراضات و تنقیدات میں کچھ تو کمی آئے، لیکن والد گرامی اس پر راضی نہیں ہوئے۔“ [ص: ۷]

[۲]..... ”اگر محض راقم الحروف کے ”الشریعہ“ سے الگ ہو جانے سے والد گرامی کی شخصیت اور ”الشریعہ“ کی پالیسی کے حوالے سے معترضین کے اعتراضات رفع ہو جاتے ہوں تو میں اس سے پہلے بھی اس کے لیے آمادہ تھا اور اب بھی ایک لمحے کے توقف کے بغیر اس کے لیے تیار ہوں، لیکن اگر میری حیثیت موجودہ سیٹ اپ میں والد گرامی کے طرز فکر میں اُن کے معاون کی ہے اور وہ خود اس وابستگی کو قائم رکھنا مناسب اور باعث سہولت سمجھتے ہیں تو آپ ہی فرمائیے کہ کیا اس صورت حال میں میرا اُن کا ساتھ چھوڑ کر ”الشریعہ“ کی ادارت سے دست بردار ہو جانا اخلاقی طور پر کوئی مثبت یا قابل تحسین عمل ہوگا؟“

[۳]..... ”آزادانہ بحث و مباحثہ کے حوالے سے ”الشریعہ“ کی پالیسی یک طرفہ طور پر میری وضع کردہ نہیں، اس کی بنیاد خود والد گرامی نے رکھی ہے، اور اُن کی طے کردہ اس پالیسی کے تحت ہی میں بطور مدیر اس میں اشاعت کے لیے مختلف علمی موضوعات اور بحثوں کا انتخاب کرتا ہوں۔“ [ص: ۷]

[۴]..... ”گذشتہ دس بارہ سال میں اس ضمن میں مختلف اطراف سے ہونے والی تنقیدات کے جواب میں ”الشریعہ“ کی پالیسی کی وضاحت، اس کی ضرورت و اہمیت، اور اس حوالے سے مختلف شکالات کے جوابات پر مشتمل دسیوں مفصل تحریریں بھی ”الشریعہ“ کے صفحات پر میرے قلم سے نہیں، بلکہ والد گرامی ہی کے قلم سے نکلی ہیں، جن کا ایک انتخاب ”الشریعہ“ کی حالیہ خصوصی اشاعت میں یکجا کر دیا گیا ہے۔“ [ص: ۷]

جناب عمار خان صاحب کی ان تحریرات کو وہ محترم حضرات بار بار بغور ملاحظہ فرمائیں جو اب تک بھی یہ فرماتے ہیں کہ عمار خان صاحب کی گمراہی کا جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کا حسن ظن اور عمار خان صاحب کی طرف سے اُس کا ازالہ:
دیگر بہت سے حضرات کی طرح حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا گمان بھی یہی تھا کہ عمار خان صاحب کی کجروی و گمراہی کے ساتھ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب کا کوئی تعلق نہیں، اور وہ بلا قصور عمار خان صاحب کی وجہ سے آزمائش اور رگڑے میں آ رہے ہیں، چنانچہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اپنے اس خیال کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ:

”آپ کا تعلق ایک ایسے مصلوب گھرانے سے ہے جس نے ہمیشہ جمہور اُمت کے اتباع کو اپنا شعار قرار دیا ہے، آپ کے جد امجد قدس سرہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، اور آپ کے والد گرامی کو میں اُمت کی قیمتی متاع سمجھتا ہوں، اور اُن کی شخصیت کے متنازع بننے کو اُمت کا عظیم نقصان۔ آپ کے اس قسم کے افکار کی وجہ سے وہ جس قسم کی آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہیں وہ کم از کم میرے لیے شدید تشویش کا باعث ہے، انہوں نے ہمیشہ جمہور اُمت کی نمائندگی فرمائی ہے، اور اب بھی وہ جمہور اُمت سے شذوذ کے حق میں نہیں ہو سکتے، لیکن آپ کی وجہ سے لوگوں کو اُنھیں نشانہ بنانے کا موقع مل رہا ہے۔“

جناب عمار خان ناصر صاحب حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے اس حسن ظن کو دور کرتے ہوئے

جواباً فرماتے ہیں:

”والد گرامی سے متعلق مختلف حلقوں کی طرف سے گذشتہ چھ سات سال (اور بالخصوص حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی وفات کے بعد) سے جو مخالفانہ مہم جاری ہے، اُس میں بنیادی نکتہ اعتراض میری ”الشریہ“ سے وابستگی نہیں، بلکہ والد گرامی کا یہ طرز فکر ہے کہ وہ دوسرے مکاتب فکر اور اُن کی نمائندہ شخصیات کے طرز فکر کے حوالے سے نرم گوشہ رکھتے ہیں، اہل علم کے لیے جمہور سے مختلف آراء قائم کرنے کو اُن کا علمی حق اور اس نوعیت کی آراء کو اُن کے ”علمی تفردات“ قرار دے کر اُن کے احترام کی بات کرتے ہیں، اہل سنت کے منہج سے منحرف گروہوں کی تکفیر و تہلیل کے بجائے حتی الامکان بحث و مکالمہ اور افہام و تفہیم کے ذریعے اُنھیں رجوع کا موقع دینے کو ترجیح دیتے ہیں، اجتماعی علمی و فکری اور عملی مسائل میں روایتی مذہبی فکر اور دور جدید کے غیر روایتی حلقہ ہائے فکر کے مابین باہمی استفادہ اور مکالمہ کے قائل ہیں، معاصر تناظر میں روایتی طور پر مسلمہ علمی تعبیرات سے اختلاف رکھنے والے حلقوں کے لیے بھی رائے دہی اور علمی مباحثہ میں شرکت کا حق تسلیم کرتے ہیں اور انہوں نے ”الشریہ“ کو مباحثہ و مکالمہ کے ایک ”آزاد فورم“ کی حیثیت دے کر فکری انتشار اور گمراہی پھیلانے کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ [ص: ۷]

جناب عمار خان صاحب نے اس اقتباس میں جو کچھ فرمایا ہے، لفظ لفظ حقیقت ہے، اور سچی بات

یہ ہے کہ ہم بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ ہم جناب عمار خان صاحب کے بے حد مشکور ہیں کہ جو بات ہم

کہنا چاہتے تھے، اور کوئی اُسے تسلیم نہیں کرتا تھا، وہی بات جناب عمار خان صاحب نے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ بقلم خود تحریر فرمادی ہے۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے شہادت تیری حضرت مفتی تقی صاحب نے فرمایا کہ آپ کے والد صاحب نے ہمیشہ جمہور کی نمائندگی فرمائی ہے اور اب بھی وہ جمہور سے شذوذ کے حق میں نہیں ہو سکتے، تو عمار خان صاحب نے پوری صراحت کے ساتھ واضح کر دیا کہ نہیں جناب! یہ تو آپ کی غلط فہمی ہے، وہ تو (غامدی اور دوسرے) ”اہل علم“ کے جمہور کے ساتھ اختلاف کو ان کا حق تسلیم کرتے اور انہیں احترام دیتے ہیں، اہل سنت کے منہج سے منحرف گروہوں (شیعوں، پرویزیوں، غامدیوں) کی تکفیر و تہلیل کے بجائے انہیں رجوع (کی آڑ میں اپنی گمراہی پھیلانے) کا موقع دیتے ہیں، جناب وہ کوئی روایتی شدت پسند مولوی نہیں چودہ سو سالہ روایتی اسلام پر ہی ڈٹے رہنے پر اڑ جائیں بلکہ وہ تو ایسے وسیع الظرف ہیں کہ دورِ جدید کے غیر روایتی حلقہ ہائے فکر (مودودی، غامدی) سے استفادہ کے بھی کھلے دل سے قائل ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

ہو سکتا ہے کوئی دوست یہ سوچیں کہ ممکن ہے کہ یہ سطور خود جناب عمار خان ناصر صاحب نے تحریر فرمادی ہوں اور جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کا ان سے کوئی تعلق نہ ہو، تو جناب عمار خان صاحب نے اپنے مکتوب میں اس غلط فہمی کو بھی دور کر دیا ہے جس کے لیے ہم ایک بار پھر ان کے شکر گزار ہیں، وہ لکھتے ہیں:

”والدِ گرامی کی طرف سے سلام مسنون قبول فرمائیے! یہ عریضہ انھیں ملاحظہ کروانے کے بعد ہی

آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے۔“ [ص: ۹]

وعدہ پورا کیجئے.....!

عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب نے حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے نام مکتوب میں یہ تحریر فرمایا تھا کہ:

”آنجناب اس بات کا پوری طرح اطمینان رکھیں کہ اگر وہ (عمار خان ناصر) گمراہی کی کسی بات پر

اصرار کرتے ہوئے رجوع نہیں کرے گا تو میری طرف سے برائت کے اعلان میں ایک لمحے کا بھی

توقف نہیں ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔“ [الشریعہ اشاعت خاص، ص: ۱۵۸]

اور جناب عمار خان ناصر صاحب کے نام حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ کا جو مکتوب زیر بحث ہے، اس

کی ابتداء ہی میں حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں:

”میں نے آپ کا مضمون پڑھا اور خالی الذہن ہو کر پڑھا، اس میں متعدد امور ایسے ہیں جن میں جمہور امت

سے ہٹ کر آپ نے اپنی رائے ظاہر فرمائی ہے۔“

اس عبارت میں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب نے بھی فرمادیا ہے کہ جناب عمار خان صاحب کے افکار جمہور امت سے ہٹ کر ہیں، اور عم محترم مولانا زاہد الراشدی صاحب کو اپنا یہ ارشاد تو یاد ہی ہوگا کہ:

”امت کے اجماعی تعامل اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمات کا دائرہ کراس نہ ہو، کیونکہ اس دائرے

سے آگے بہر حال گمراہی کی سلطنت شروع ہو جاتی ہے۔“ [حدود و تعزیرات، پیش لفظ، ص ۱۳]

اب عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ پاکستان کے بہت سے اہل علم اور اہل فتویٰ نے تو پہلے ہی عمار کے نظریات کو گمراہی قرار دیا تھا، مگر آپ نے نہ مانا، حالانکہ وہ گمراہی اظہر من الشمس تھی، اب آپ ہی کے خط کے جواب میں، گویا آپ ہی کی فرمائش پر، حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے بھی عمار کے افکار کو جمہور سے ہٹ کر قرار دیا ہے، اور جمہور سے ہٹ کر کہی جانے والی بات کو آپ خود گمراہی قرار دے چکے ہیں، لہذا اب آپ کے اوپر لازم ہے کہ خود اپنے قول کی پاسداری کرتے ہوئے عمار خان صاحب سے علی الاعلان برائت کا اظہار فرمائیں۔ انتظار ہے کہ آپ کب اپنے

وعدے کو پورا فرماتے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔) ☆☆☆☆

قیمت 1200/- روپے
وزن 600 گرام

قیمت 650/- روپے
وزن 300 گرام



معبون قوت
دماغ زعفرانی

132 اجزاء سے تیار کردہ

فیصل

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ



اجزاء معجون

زعفران	دارچینی	شہد	مغزیادام
کشتیز	بلبلہ	جوہر آہن	برہمی بوٹی
مرق سیاہ	ورق غلاء	بادیان	مغز اخروٹ
خشخاش	گاوزبان	گل سرخ	طیاشیر
اسطوخودوس	الایچی نکال	الایچی خورد	زرشک
مغز تر بوڑ	ورق نعزہ	گوند کثیرہ	جوہر مرجان
آملہ	مغز خیارین	مغز کدو	موہر منقہ

- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظام ہضم کی درستگی، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- ہر موسم، ہر عمر کی خواتین و حضرات کیلئے یکساں مفید
- معدہ و جگر کی کمزوری، بواسیر کا بہترین علاج
- معجون کا مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

پاکستان فری

بھر میں بذریعہ ڈاک

ڈیگراؤنڈ سٹیلز کالونی فیصل آباد

0314-3085577

فیصل FOODS

0314-3085577

زبیر علی زئی کا تعاقب

.....قسط: ۲۶.....

زبیر علی زئی:

(۴) رب نواز دیوبندی نے لکھا: ”بندہ نے امام رازی رحمہ اللہ، میاں نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری، محمد حسین بٹالوی، نواب وحید الزمان، اسماعیل سلفی اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارات با حوالہ درج کیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا بھی تقلید ہے۔“ [مجلہ صفدر، شمارہ ۷، ص: ۴۹ تا ۴۹]

علی زئی نے ان میں سے کسی کا جواب نہیں دیا یا ان سے ایسی خاموشی اختیار کی کہ.....

(مجلہ صفدر گجرات: ۱۴، ص: ۳۷)

جواب: مذکورہ اقوال سے آل دیوبند کا استدلال تین وجہ سے مردود ہے:

۱: رازی بذات خود مجروح تھا۔

دیکھئے لسان المیزان (۴۲۶/۴)، دوسرا نسخہ ۴۳۰/۵-۴۳۵

میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کا قول منسوخ ہے۔

دیکھئے فتاویٰ نذیریہ (۱۶۳-۱۶۴)

وحید الزمان اہل حدیث نہیں تقلیدی تھا، لہذا اس کا حوالہ مردود ہے۔

الجواب:

۱۹۷ امام رازی رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے:

إن العامی یجب علیہ تقلید العلماء فی أحكام الحوادث. [تفسیر کبیر ۲/۳۲۷]

عامی شخص پر واجب ہے کہ وہ پیش آمدہ مسائل و احکام میں علماء کی تقلید کرے۔

امام رازی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مسائل میں علماء کی پیروی کرنا تقلید ہے۔

۱۹۸ میاں صاحب فاسئلوا اہل لذكر... آیت ذکر کر کے لکھتے ہیں:

”یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر“ [معیار الحق: ۷۴]

مسئلہ پوچھنے سے متعلقہ آیت سے تقلید کا وجوب اخذ کرنا دلیل ہے کہ میاں صاحب کے نزدیک

بھی مسئلہ پوچھنا تقلید ہے۔

۱۹۹ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

”تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر تعیین کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے جو اہل حدیث کا مذہب ہے۔“ [فتاویٰ ثنائیہ: ۲۵۶/۱]

۲۰۰ بنالوی صاحب لکھتے ہیں:

”عامی کو جو حکم کتاب و سنت کا معلوم ہوتا ہے اس کو وہ یوں ہی بے دلیل مان لیتے ہیں جو عرفاً تقلید کہلاتی ہے۔“ [اشاعت السنۃ: ۳۱۵/۱۱]

۲۰۱ وحید الزمان صاحب نے مطلق تقلید کے جواز پر قرآنی آیت فاسئلوا اہل الذکر..... بطور دلیل کے پیش کی ہے۔ [ہدیۃ المہدی: ۱۱۲/۱]

۲۰۲ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت نقل کر کے اسماعیل سلفی صاحب نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ [تحریک آزادی فکر: ۲۳۰] دیکھیے حاشیہ نمبر ۷۔

۲۰۳ ”یا“ کا اضافہ علی زئی صاحب یا ان کے کمپوزر نے کیا ہے، ہماری عبارت میں نہیں ہے۔

۲۰۴ اس سے اگلی عبارت یہ ہے ”گویا کہ وہ حوالے ان کے سامنے آئے ہی نہیں، حالانکہ جملہ صفدر کا یہ شمارہ ان کے زیر مطالعہ رہا اور اس میں مذکور حافظ ابن عبد البر اور خطیب بغدادی کے دو حوالوں پر کچھ لے دے بھی کی ہے، باقی سب حوالے ہضم کر گئے۔“

اس طرح ہمارے براہیجنتہ کرنے پر علی زئی صاحب کچھ لکھنے کے لیے تیار ہوئے تھے، مگر اس کی جو حیثیت ہے وہ قارئین کے سامنے ہے، خود ان کے اپنے اصول کی رو سے بھی یہ لکھا ہوا جواب مردود ہے، کیونکہ انہوں نے نہ تو ہماری تمام باتوں کا جواب دیا اور نہ ہی مضمون کو متن میں رکھ کر جواب دیا۔ جس مضمون میں یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں اسے علی زئی صاحب ”مردود اور ناقابل مسموع“ کہتے ہیں۔

[توضیح الاحکام: ۳۳۳/۲] دیکھئے حاشیہ نمبر: ۳

۲۰۵ لِسَانُ الْمِيزَان میں صراحۃً امام رازی رحمہ اللہ کو مجروح نہیں کہا گیا اور جب تک کسی کو صراحۃً ضعیف نہ کہا جائے علی زئی صاحب اسے کافی نہیں سمجھتے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”ابو الولید الباجی اور ابن عبد البر کا طعن بھی صریح نہیں ہے۔“ [دین میں تقلید کا مسئلہ: ۱۵]

لسان میں لکھا ہے کہ رازی علم آثار سے خالی تھے.....

۱۔ جواباً عرض ہے کہ رازی کی تصانیف کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ انہیں کس

قدر علم حدیث آتا تھا۔

۲۔ ان کا مفسر ہونا علمائے امت اور خود آل غیر مقلدیت کے نزدیک بھی مسلم ہے اور مفسر کے لیے علم حدیث بالخصوص تفسیر سے متعلقہ احادیث سے واقفیت ضروری ہے، لہذا ”احادیث سے خالی“ ہونے والی بات مؤول ہے، یعنی وہ اس میں امام طحاوی رحمہ اللہ جیسے کبار محدثین کی طرح بلند پایہ محدث نہ تھے۔ اور کسی کا بلند پایہ محدث نہ ہونا ضعیف ہونے کی دلیل نہیں۔

۳۔ صاحب لسان کی عبارت کو اگر اپنے ظاہر پہ ہی محمول کر لیں تو یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ علم حدیث سے خالی ہونا راوی کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے؟ کیا کسی انسان کے ثقہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ضرور ہی علم حدیث رکھتا ہو؟

۴۔ اگر مان لیا جائے کہ واقعہً صاحب لسان نے امام رازی کو ضعیف کہا ہے تو دیگر تیس سے زائد محدثین اور کبار علماء کرام انہیں مستند شخصیت مانتے ہیں لہذا ان حضرات کی بات کو ترجیح ہے۔

۵۔ صاحب لسان حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علی زئی کے نزدیک ”غیر مقلد“ ہیں۔

[ادکاڑوی کا تعاقب: ۵۴]

اور علی زئی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ فریق مخالف کی جرح معتبر نہیں ہوتی۔

[توضیح الاحکام: ۳۵۰/۱]

لہذا علی زئی صاحب کا اس جرح کو ہمارے خلاف پیش کرنا ان کے اپنے اصول سے غلط ہے۔

امام رازی کی توصیف و توثیق غیر مقلدین کی زبانی:

ہمارے محترم دوست علامہ عبدالغفار ذہبی صاحب حفظہ اللہ نے امام رازی رحمہ اللہ کی توثیق پر تیس محدثین کے حوالہ جات یکجا کیے ہیں اور ان کی فہرست مجھے عنایت فرمادی ہے، جزا، ہم اللہ۔ مگر ہم تو آل غیر مقلدیت کے حوالوں سے ہی بحث کرنا چاہتے ہیں، مخالف نے اگر ان حوالوں کو کافی نہ سمجھا تو ہم محدثین کی گواہیاں بھی درج کریں گے۔ فی الحال آل غیر مقلدیت کی طرف سے امام رازی رحمہ اللہ کی توثیق و توصیف نقل کرتے ہیں۔

یہ ذہن میں رہے کہ بہت سے علمائے حدیث نے (بلکہ غیر مقلدین نے بھی) لکھا ہے کہ ثناء، مدح

اور نیک شہرت سے عدالت سے ثابت ہو جاتی ہے۔ ایسا کہنے والوں میں سے درج ذیل حضرات بھی ہیں:

☆..... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ۔ [الباعث الحثیث: ۹۳/۱]

علی زئی صاحب نے ابن کثیر کی عبارت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

”راوی کی عدالت اُس کی نیک شہرت اور اچھی تعریف سے ثابت ہو جاتی ہے۔“

[مترجم اختصار فی علوم الحدیث: ۵۸]

ابن کثیر غیر مقلدین کے نزدیک تارک تقلید ہیں۔ [مقدمہ نور العینین]

☆..... علامہ سیوطی رحمہ اللہ۔ [تذریب الراوی: ۱۵۳/۱]

سیوطی کو علی زئی صاحب نے ”غیر مقلد“ لکھا ہے۔ [الحدیث: ش: ۹۰، ص: ۳۰]

☆..... شوکانی غیر مقلد۔ [ارشاد الفحول: ۱۷۶/۱]

میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے شوکانی کو ”الحدیث کے مسلم پیشوا“ کہا ہے۔

[تاریخ الحدیث: ۱۴۷]

☆..... علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

”زمانہ تدوین حدیث اور تیسری صدی ہجری کے بعد اگر کوئی راوی روایت حدیث، علم اور کسی نیک صفت کے ساتھ مشہور ہو جائے اور اس پر کوئی جرح ثابت نہ ہو تو یہ ضروری نہیں کہ ضرور اس کی توثیق کی جائے، بلکہ رائج ہی ہے کہ ایسے راوی کی روایت حسن لذاتہ کے درجے سے نہیں گرتی۔“

[حاشیہ مترجم اختصار علوم الحدیث: ۵۹]

مذکورہ اصول پڑھنے کے بعد اب امام رازی رحمہ اللہ کی توصیف اور توثیق پر چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(۱)..... عبدالرشید عراقی صاحب غیر مقلد نے امام رازی کو ”ائمہ سلف“ میں شمار کیا ہے چنانچہ وہ میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد کے حالات میں ”ائمہ سلف سے عقیدت“ عنوان کر کے لکھتے ہیں:

”مصلحین امت میں امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام رازی، حضرت سید احمد شہید، مولانا شاہ اسماعیل شہید اور امام محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ اجمعین سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔“

[چالیس علمائے حدیث: ۲۳۲]

(۲)..... میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے امام رازی کو ”فائق ترین مفسر“ قرار دیا ہے۔ عراقی صاحب اُن کے حالات میں لکھتے ہیں:

”تفاسیر میں سے امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر سے اُن کو بہت زیادہ عقیدت تھی۔ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ: قرآن مجید کے معارف و لطائف سمجھنے میں جتنی مفید تفسیر کبیر ہے اور کوئی تفسیر نہیں ہے میں نے اس تفسیر سے خوب استفادہ کیا ہے۔“ [چالیس علمائے الحدیث: ۲۳۳]

(۳)..... عبدالسلام ندوی صاحب غیر مقلد نے امام رازی کے حالات زندگی پر مستقل کتاب ”امام رازی“ لکھی ہے۔ عراقی صاحب اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

”یہ کتاب صاحب تفسیر امام فخر الدین رازی کے حالات اور ان کی تصانیف، ان کے فلسفہ علم

وکلام اور ان کے نظریات پر مشتمل ہے۔“ [چالیس علمائے حدیث: ۲۵۰]

(۴)..... عبدالسلام مبارک پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام رازی گوشافعی المذہب اور اپنے امام کے طرف دار ہیں لیکن چونکہ صاحب نظر اور نکتہ

شناس ہیں.....“ [سیرۃ البخاری: ۲۴۳]

(۵)..... محمد یحییٰ گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”یہ امام رازی کے الفاظ تھے جن کا علم و فضل، تقویٰ و ورع اہل اسلام میں مسلمہ..... ہے۔“

[مقلدین ائمہ کی عدالت میں: ۵۷]

(۶)..... علی زکی صاحب کے دادا استاد ثناء اللہ امرتسری صاحب امام رازی کو ”علمائے سلف“ میں شمار کرتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”میں نے چند علماء سلف کی تصنیف سے خاص فوائد حاصل کیے ہیں... امام رازی وغیرہم رحمۃ اللہ

علیہم اجمعین کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا۔“ [فتاویٰ ثنائیہ: ۲۵۱]

درج ذیل آل غیر مقلدیت نے رازی کو ”امام“ تسلیم کیا ہے:

۱..... میاں نذیر حسین دہلوی۔ [فتاویٰ نذیریہ: ۱۰۴]

۲..... بدیع الدین راشدی۔ [تقید سدید: ۳۳۹]

۳..... محمد گوندلوی۔ [مقالات محدث گوندلوی: ۸۲]

۴..... ارشاد الحق اثری۔ [توضیح الکلام: ۶۴۴]

امام رازی کے اقوال سے غیر مقلدین کا استدلال:

ہم نے امام رازی رحمہ اللہ کا قول پیش کیا تو علی زکی صاحب نے اسے مجروح قرار دے کر ماننے

سے انکار کر دیا، جب کہ آل غیر مقلدیت ان کے اقوال سے استدلال کیا کرتے ہیں۔

مثلاً عبدالرحمن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

”یہ ہے امام رازی کی تقریر۔ اس تقریر سے آیت و اذا قرئ القرآن میں کفار کا مخاطب ہونا صاف

ظاہر ہے..... مولانا عبدالحی صاحب امام رازی کی اس تقریر کے متعلق لکھتے ہیں کہ ”اگرچہ یہ تاویل لطیف ہے

مگر ائمہ مسلمین سے منقول نہیں“ میں کہتا ہوں کہ ائمہ مسلمین سے مولانا کی کیا مراد ہے صحابہ و تابعین مراد ہیں

تو ہم نے مانا کہ یہ تاویل صحابہ سے منقول نہیں۔“ [تحقیق الکلام: ۶۸]

ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

”محدث مبارک پوری نے تحقیق الکلام [ص ۶۳ سے ۶۸] میں امام رازی کی عبارت کا ترجمہ اور

اس کی توضیح و تشریح تفصیل سے ذکر کر دی ہے اس لیے پہلے اسے ایک نظر دیکھ لیا جائے اور یہی قول مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے واضح البیان میں اختیار کیا ہے۔“ [توضیح الکلام: ۶۴۴]

ابو جبر محمد اسلم سندھی صاحب غیر مقلد، بدیع الدین راشدی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:
”مصنف اپنے سے متقدم مفسرین کے عقل سدید پر مبنی اثبات حق کے لیے استدلال و نکات بیان کرتے ہیں۔ اس بات میں وہ اکثر فخر الدین رازی اور ابن القیم وغیرہما سے نقل کرتے ہیں۔“

[مقالات الحدیث: ۴۲۳]

مذکورہ عبارت علی زئی صاحب کے رسالہ ”الحدیث“ میں شائع ہوئی اور علی زئی صاحب اس رسالہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”ہمارے رسالے میں راقم الحروف اور حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ کا متفق ہونا ضروری ہے۔“

[تقدیم، مقالات الحدیث: ۱۱]

ان کے علاوہ بھی دیگر آل غیر مقلدیت نے امام رازی رحمہ اللہ کی عبارت سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً

۱..... عبدالسلام مبارک پوری۔ [سیرۃ البخاری: ۵۳]

۲..... بیگی گوندلوی۔ [مقلدین ائمہ کی عدالت میں: ۵۷]

۳..... محمد گوندلوی۔ [مقالات محدث گوندلوی: ۸۲]

۴..... بدیع الدین راشدی۔ [تقدیم سدید: ۳۰۲-۳۳۹]

۵..... میاں نذیر حسین دہلوی۔ [فتاویٰ نذیریہ: ۱۷۱/۱]

میاں صاحب تو رازی کی کتابوں کے مطالعہ کی ترغیب بھی دیتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”متاخرین مثل امام غزالی اور امام رازی اور شیخ محی الدین ابن عربی... نے اسی دفع شرک اور

بدعت میں اور اثبات توحید ذاتی اور صفاتی میں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طرح طرح سے مضامین رنگا رنگ بیان فرمائے ہیں جو کچھ شبہ ہو ان سابقین لوگوں کی کتابیں ملاحظہ کرے۔“ [فتاویٰ نذیریہ: ۱۰۴/۱ بحوالہ المہند الدیوبندی: ۸۱]

بعض غیر مقلدین درس دینے کے لیے تفسیر رازی کا مطالعہ کیا کرتے تھے ان میں سے ایک شخص محمد اسحاق چیمہ صاحب ہیں۔ ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلدان کے متعلق لکھتے ہیں:

”مسجد سے گھر تشریف لائے تو صبح کے درس کے لیے تفسیر قرطبی، ابن کثیر اور تفسیر رازی کا مطالعہ

کیا۔“ [مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں: ۱۵]

قابل توجہ بات:

علی زئی صاحب نے امام رازی کی بات کو اس لیے رد کر دیا ہے کہ وہ مجروح ہیں، جب کہ دوسری طرف وہ مجروح راوی کی بات مان لیتے ہیں۔ مثلاً علی زئی صاحب کے نزدیک امام ابو یوسف رحمہ اللہ مجروح راوی ہیں، مگر بزعیم خود ان کی روایت درج کر کے ”سندہ صحیح“ کہتے ہیں۔

[نصر الباری: ۱۹۹، بحوالہ مناقضات زیر علی زئی: ۵۶]

۲۰۶۔ محمد حسین بٹالوی صاحب گواہی دیتے ہیں کہ میاں صاحب آخر عمر تک تقلید پہ قائم رہے ہیں۔ چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

”جیسا حنفی میں ہوں ایسا حنفی حنفیان پنجاب ہندوستان و بنگال و مدراس وغیرہ بلاد میں اس وقت تک کوئی نہیں پایا جاتا۔ ہاں گروہ اہلحدیث میں ایسے حنفی اب بھی ہیں اور پچھلے زمانہ (میں) بھی علماء گذر چکے ہیں۔ اس زمانہ میں سبھی علماء اہلحدیث ہیں جنہوں نے میرے اصول خمسہ کو تسلیم کر لیا ہے اور ان کے مطابق ان کا عمل ہے کہ مسائل منصوصہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ غیر منصوصہ میں وہ علماء سلف کی پیروی کرتے ہیں اور زمانہ گزشتہ میں صد ہا اہلحدیث حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلوانے والے تھے جن کا بقیہ حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خلف الرشید شاہ عبدالعزیز اور ان کے جانشین شاہ محمد اسحاق اور آخری جانشین شیخ الکل حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین صاحب ہے، جن کا تمام عمر یہی عمل رہا جو اس خاکسار کا عمل ہے۔ میاں صاحب کے بہت سے شاگرد، ان کے دیکھنے والے زندہ ہیں، وہ ایمانی شہادت دے سکتے ہیں کہ منصوصات میں ان کا عمل قرآن و حدیث پر تھا اور غیر منصوصہ مسائل میں کتب فقہ ہدایہ، عالمگیری وغیرہ پر عمل اور فتویٰ تھا، اس کا خلاف میرا روحانی فرزند ثناء اللہ یا کوئی دوسرا مرد میدان ثابت کرے اور ان کے عمل و اعتقاد اور میرے عمل و اعتقاد میں تفاوت ثابت کرے تو جو انعام چاہے مجھ سے لے۔“ [اشاعت السنۃ: ۲۳۰/۱۷]

بٹالوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

”اہلحدیث غیر منصوص مسائل میں فقہاء مذہب حنفی کے اقوال کے مطابق فتویٰ دینے سے حنفی کہلا سکتے ہیں، جیسے شمس العلماء مولوی سید نذیر حسین دہلوی تھے۔“ [اشاعت السنۃ: ۲۳۰/۲۹۱] دیکھیے حاشیہ ۱۲

بٹالوی صاحب کے بقول میاں صاحب کا ”تقلیدی ہونا“ اس قدر پختہ حقیقت ہے کہ اس پر حلفیہ گواہیاں دی جاسکتی ہیں اور ان کے قول کا منسوخ ہونا تو کجا وہ تو آخر عمر تک غیر منصوص مسائل میں ائمہ احناف کی تقلید کرتے رہے۔ لہذا ان کے قول کو منسوخ کہنا قابل تامل ہے۔

۲۰۷۔ (الف)..... فتاویٰ نذیریہ میں اس جگہ تحریر علی محمد نامی کسی شخص کی ہے میاں صاحب کی نہیں۔ میاں صاحب کا نام مستطیل شکل کے دائرہ میں لکھا ہوا ہے جس سے بظاہر یہ تاثر ملتا ہے کہ میاں صاحب نے اس

تحریر کی تصدیق کی ہے، مگر بٹالوی صاحب کے بقول میاں صاحب کا تقلیدی ہونا اور آخر عمر تک اس پہ قائم رہنا ایسی مسلم حقیقت ہے کہ اس پر ایمانی شہادتیں دی جاسکتی ہیں، اس لیے ان کی طرف منسوب تصدیقی مہر مشکوک معلوم ہوتی ہے۔

(ب)..... مہر کے مشکوک ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میاں صاحب کی اپنی تحریر اس کے خلاف ہے۔ مثلاً علی محمد صاحب لکھتے ہیں:

”اہل الذکر سے ائمہ مراد لینا..... نہایت غلط اور واہی بات ہے۔“ [فتاویٰ نذیریہ: ۱۶۴/۱]

جب کہ میاں صاحب لکھتے ہیں:

”ہر جاہل لاعلمی کے وقت کسی عالم اہل الذکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو، خواہ وہ فاضل، خواہ مفضل ہو کیونکہ اہل الذکر عند تحقیق عام ہے مسئلہ دریافت کر لیا کرے۔“ [فتاویٰ نذیریہ: ۱۷۹/۱]

(ج)..... مسئلہ پوچھنے کو ”تقلید“ قرار دینے کی بات میاں صاحب نے اپنی کتاب معیار الحق میں لکھی ہے اور غیر مقلدین کو اصرار ہے کہ میاں صاحب نے معیار الحق میں تقلید کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ ”حق“ ہے۔ مثلاً محمد یحییٰ گوندلوی صاحب نے لکھا:

”ان کتابوں میں سرفہرست کتاب ”معیار الحق“ تھی جو اسم با مسمی ہونے کی وجہ سے حق کے معیار کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔“ [مقلدین ائمہ کی عدالت میں: ۱۴۵]

جب معیار الحق کی باتیں آل غیر مقلدیت کے بقول اسم با مسمی یعنی حق کا معیار ہیں تو اس کتاب کی بات کو منسوخ کہنا کہاں درست ہو سکتا ہے؟ غیر مقلدین کو قرآنی آیت: فماذا بعد الحق الا الضلال ذہن میں رُوئی چاہیے جو وہ دوسروں کو سنایا کرتے ہیں کہ حق کے سوا باقی سب کچھ گمراہی ہے۔

(د)..... بالفرض اسے میاں صاحب کا قول مان لیا جائے تو عرض ہے کہ کسی قول کو منسوخ قرار دینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مؤخر قول ہو اور اس کا تعین تاریخ دیکھنے سے ہوتا ہے جب کہ علی محمد صاحب والی تحریر میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ اس تحریر کو مدار بنا کر ”منسوخ“ کی رٹ لگانے والے اس قول کا مؤخر ہونا ثابت کریں۔

۲۰۸ وحید الزمان کو غیر مقلدین نے اہل حدیث کہا ہے اور وہ خود بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ غیر مقلدین کی تیس سے زائد کتابوں کے حوالے سے ہم ان کی غیر مقلدیت ثابت کر چکے ہیں۔ دیکھیے حاشیہ ۹۸-۱۰۰-۱۵۶۔ کچھ مزید عبارتیں ہم یہاں بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

”اگر سچ پوچھیے تو ایمانِ کامل اہل حدیث ہی کو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے ورنہ زبانی ڈھونگ تو حنفی، شافعی سب لگاتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول کے ثار ہیں مگر جہاں اپنے امام کا قول حدیث کے خلاف پایا تو حدیث میں تاویل کرنے لگتے ہیں کبھی کہتے ہیں منسوخ ہے۔“ [تیسیر الباری: ۴۰/۸]

الہدایت سے عقیدت اور مقلدین سے نفرت سے ہر سنجیدہ انسان جان سکتا ہے کہ وہ کون سے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

”جو روٹی شراب میں ملا کر پکائی جائے اس کا کھانا درست ہوگا جن ادویہ میں شراب کی روح یعنی الکحل شریک ہوتی ہے اس کا بھی استعمال درست ہوگا ہمارے علماء الہدایت میں سے مفتی مصر نے ایسا ہی فتویٰ دیا ہے۔“ [لغات الحدیث: ۶۰/۱، مادہ: ہم بحوالہ آفتاب محمدی: ۲۹۴]

وحید الزمان صاحب نے ”ہمارے علماء الہدایت“ کہہ کر اپنے الہدایت ہونے کا اعتراف کیا ہے۔
وحید الزمان صاحب اپنی کتاب ”ہدیۃ المہدی“ کی وجہ تالیف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ترجمہ: الحمد للہ میں نے عمل بالحدیث کے پھیلنے اور اس کی طرف لوگوں خصوصاً ہند اور سندھ والوں کی ایسی کوشش کو دیکھا جس سے دین کے چہروں سے بدعتی مقلدین کی تارکیاں چھٹ گئیں اور زمین ہدایت و یقین کے انوار سے منور ہو گئی کہ وہ عالمین حدیث کی تعداد کو دن بدن بڑھا رہی ہے مقلدین کو کمی و ملامت کی طرف کھینچ رہی ہے یہاں تک کہ نہ کوئی چھوٹی بستی باقی رہی اور نہ ہی بڑی جہاں الہدایت کا بڑا یا چھوٹا گروہ نہ ہو اور تقلید کی زمین مسلسل اپنے کناروں کو کم کر رہی ہے۔ [ہدیۃ المہدی: ۲/۱]

وحید الزمان صاحب نے ایک تو مقلدین کو بدعتی کہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خود مقلد نہیں۔
دوسرے وہ بزرگ خود الہدایت کے پھیلنے اور مقلدین کے کم ہونے پر الحمد للہ کہہ کر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث ہونے کے مدعی ہیں۔

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

”نماز کو سنت کے موافق ادا کرنے والے اگر اس زمانہ میں کچھ دکھلائی دیتے ہیں تو طائفہ ناجیہ مبارکہ اہل حدیث ہی میں دکھلائی دیتے ہیں اللہ جل جلالہ اس طائفہ میں برکت دیوے قیامت اس کو قائم رکھے، آمین یا رب العالمین۔“ [رفع العجائب: ۵۲۲/۱]

وحید الزمان صاحب اس عبارت میں جہاں الہدایت کو سنت کے موافق نماز ادا کرنے والا اور نجات یافتہ مبارک گروہ قرار دے رہے ہیں وہاں الہدایتیوں کے لیے قیامت تک باقی رہنے کی دعا بھی

کر رہے ہیں پھر اس پر اضافہ یہ ہے کہ وہ اپنی اس دعا پر آمین بھی کہہ رہے ہیں۔

وحید الزمان صاحب کی ایسی عبارات کے ہوتے ہوئے غیر مقلدین کا اپنی مزعومہ جماعت

الہدیت سے انہیں خارج سمجھنا سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۰۹ وحید الزمان کے حوالے کو ”مردود“ اس لیے کہا ہے کہ وہ الہدیت نہیں ہے..... اول تو ان کی غیر مقلدیت کا انکار سینہ زوری ہے۔ دوم: وحید الزمان کے مسلک سے قطع نظر ان کا عالم ہونا تو قریباً تمام غیر مقلدین کے ہاں مسلم ہے۔ علی زئی صاحب اپنی تائید میں تو غیر علماء کے حوالے نقل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

”درج ذیل علماء وغیر علماء سے ثابت ہے کہ مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا تقلید نہیں۔“ [آگے متن میں یہ

عبارت آ رہی ہے۔]

علی زئی صاحب جب غیر علماء کے حوالے اپنے مفاد کے لیے درج کر دیتے ہیں تو ان کے خلاف

وحید الزمان کا حوالہ کیوں نہیں پیش ہو سکتا جو ان کے آل غیر مقلدیت کے ہاں باقاعدہ عالم شمار ہوتے ہیں۔؟

☆.....☆.....☆.....☆

مکمل علاج، مکمل خوراک

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

اعصاب کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مجموع قوت

اعصاب زعفرانی

فیصل

طب اسلامی کا ایک معروف مرکب جو انتہائی قیمتی اور مفید اجزاء پر مشتمل ہے۔

☆ اس کا مستقل استعمال جسم کو درست و توانا اور شباب کو برقرار رکھنے کا ضامن۔

☆ پٹھوں کی کمزوری اور جسمانی تھکاوٹ کیلئے انتہائی مفید۔

☆ عام جسمانی اور اعصابی کمزوری دور کرنے کا مجرب نسخہ۔

☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن۔

اجزائے مجموع

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق
مصطکی	جلوتری	تج	مغز بنولہ
مروارید	دارچینی	اکر	الایچی خورد
ورق طلا	لونگ	مانیں	الایچی کلاں
ورق نقرہ	گوندیکر	جڑ موگے	ترنجبین
مغز چاغوزہ	گوندکترہ	رس کٹوائی	بہمن سفید
مغز بادام	جوہر آہن	شکوفہ ذخیر	کشید چاندی
آرد خرما	سنگھاڑا	پنچ کاسنج	مالچر

معیار اور مقدار کے ضامن

ہر موسم، ہر عمر کے حضرات کیلئے یکساں مفید

مولانا ارشاد الحق اثری..... اپنی تحریرات کے آئینہ میں

.....قسط: ۳.....

ابن عبدالبر متقدمین میں سے ہیں:

جناب اثری صاحب رقمطراز ہیں:

”اور ائمہ متقدمین مثل ابن عبدالبر، ابن حزم، بغوی اور حازمی کی تصریحات سے بھی اس کی تردید

ہوتی ہے۔“ [توضیح الکلام: ۵۰۶]

ابن عبدالبر متاخرین میں سے ہے:

لیکن جب علامہ ابن عبدالبر حدیث ابی موسیٰ اشعریؓ کو صحیح قرار دینے کا ”جرم“ کر بیٹھے تو یہی

اثری صاحب پینتر ابدل کر لکھتے ہیں:

”ان حضرات کے علاوہ متاخرین مثلاً علامہ ابن قدامہ، ابن تیمیہ، ابن عبدالبر، عینی، ماردی، ابن

کثیر، علامہ منذری، موفق الدین ابن قدامہ کی آراء تو محض ظاہر سند کی بنا پر ہیں۔“ [توضیح الکلام: ۷۱۱]

اثری صاحب کی پسند پیش خدمت ہے:

تیری بات کو بت حیلہ گر نہ قرار ہے نہ قیام ہے !!

کبھی شام ہے، کبھی صبح ہے، کبھی صبح ہے، کبھی شام ہے

امام شعی نے پانچ سو صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی۔

موصوف اثری صاحب لکھتے ہیں:

”امام عامر بن شراحیل شعی جو امام ابوحنیفہؒ کے استاذ ہیں اور انہیں پانچ صد صحابہ کرامؓ سے شرف

ملاقات بھی حاصل ہے۔“ [مقالات: ۳۲۱]

تصویر کا دوسرا رخ:

اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”امام شعی نے گویںکلوں صحابہ کرام کا زمانہ پایا مگر امام العجلیؒ نے صراحت کی ہے کہ: ”انہوں نے

صرف ۲۸ صحابہ کرام سے سماع کیا ہے۔ [تہذیب: ۶۷/۵]
حضرت عبادہؓ، عائشہؓ، ابن عمرؓ، وغیرہ کبار صحابہ کرام سے ان کا سماع نہیں۔ حضرت علیؓ سے صرف ایک روایت انہوں نے سنی ہے۔ [تہذیب: ۶۸/۵] [توضیح الکلام: ۱۰۱۱]
قارئین کرام! اثری صاحب حضرت ابن عمرؓ سے سماع کے سلسلے میں تو صحیح بخاری سے بھی بغاوت کر گئے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”امام شعبیؒ نے خوب فرمایا کہ میں نے دو یا ڈیڑھ سال کا عرصہ حضرت ابن عمرؓ کی صحبت میں گزارا ہے۔
[صحیح بخاری: ۶۲۷/۲ طبع مکتبہ رحمانیہ]

محدث کے سند کو ”متصل صحیح“ کہنے کے بعد تدریس کا اعتراض فضول ہے:
جناب اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”پھر جب محدث مبارک پوری، اور امام بیہقیؒ نے اسی عبارت میں امام ابن خزیمہؒ سے نقل کیا ہے: ”ہذا اسناد متصل“ و ”اسناد صحیح متصل“ کہ یہ سند صحیح اور متصل ہے۔ تو پھر سند میں تدریس کا اعتراض والزام بے معنی ہے۔“ [توضیح الکلام: ۴۳۷]

محدث کے ”صحیح متصل“ کہنے کے باوجود اثری صاحب کا اعتراض کرنا:

علامہ ابن قدامہؒ کے حدیث جابرؓ ”من كان له إمام فقراء الإمام له قراءة“ کے متعلق اسناد صحیح متصل کہنے کے جواب میں اثری صاحب لکھتے ہیں:

”حافظ شمس الدین بن قدامہؒ کا اس حدیث کو متصل اور اس کی سند کو صحیح کہنا بظاہر سند کے اعتبار سے ہے، لیکن جب کہ ”ابوالزبیرؒ“ مدلس ہے اور اس کی یہ روایت جمیع طرق سے معنعن ہے تو ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ ہماری ان گزارشات سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابوالزبیرؒ مدلس ہے اور اس کی یہ روایت معنعن ہے، لہذا اسے صحیح یا حسن قرار دے کر استدلال کرنا صحیح نہیں۔“ [توضیح الکلام: ۸۹۴]

الصحيح لابن حبان کی معنعن روایات قابل قبول ہیں:

اثری صاحب کی درج ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(الف) ”امام ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں یہ روایت [۲۱۲: ۲۰۷/۳] ذکر کی ہے اور وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

”فإذا صح عندی خبر من رواية مدلس أنه بین السماع فيه لأبالي أن أذكره من غير بيان السماع في خبره بعد صحته عندی من طریق آخر“ [۹۱/۱] یعنی میرے نزدیک جب مدلس سے کسی اور سند میں سماع ثابت ہوگا تو بلا تصریح سماع بلا کھٹکے اسے نقل کروں گا۔ لہذا اگر مکحول کو مدلس بھی تسلیم کیا جائے تو امام ابن حبانؒ کا اسی اصول کے مطابق اسے اپنی صحیح میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مکحول

کا محمود سے سماع ثابت ہے۔“ [توضیح الکلام: ۳۱۵، ۳۱۶]

(ب) ”امام مسلم“ کے علاوہ امام ابن حبانؒ نے بھی اپنی الصحیح میں یہ روایت ذکر کی ہے اور مقدمہ الصحیح [ص: ۹۰] میں انہوں نے صراحت کی ہے کہ میں نے مدلسین کی وہی روایات اپنی اس کتاب میں ذکر کی ہیں جن میں سماع ثابت ہے۔ ان کی یہ وضاحت کرنا بھی دلیل ہے کہ اس روایت میں ابوالزبیرؒ کا سماع ثابت ہے۔“ [مقالات: ۲۷۹/۲]

(ج) ”امام ابن حبانؒ“ نے مقدمہ صحیح ابن حبان [۹۱، ۹۰/۱] میں صراحت کی ہے کہ ”مدلسین کی معنعن روایت سے یہ بھی احتجاج کرتے ہیں جب انہوں نے سماع کی صراحت کی ہو، اس کے بعد ہم ان کی معنعن روایت کو لانے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے“۔ امام ابن حبانؒ کا یہ اعلان پھر ان کا ابن عجلان کی معنعن روایت کو لانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صراحت سماع ثابت ہے، گواہوں نے اسے معنعن ذکر کیا ہے۔ [تنقیح الکلام: ۸۷]

جب انصاف چیخ اٹھا:

جناب اثری صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت ابوسعید خدریؒ کی روایت میں ”ماتیسر“ کی زیادت بھی مروی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ، ابن سید الناس اور مولانا شمس الحقؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ: ”إسناده صحيح ورجاله ثقات“ [محصلة ۲۹/۲] ہمیں تسلیم ہے کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں مگر یہ طے شدہ اصول ہے کہ راویوں کے ثقہ ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا جب تک کہ دیگر علل سے بھی وہ روایت پاک نہ ہو، وہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔ امام بخاری نے تصریح کی ہے کہ اس کی سند میں قنادہؒ ہے، جس نے ابونضرہؒ سے سماع کی صراحت نہیں کی۔ ان کے الفاظ ہیں: ”لم يذكر قتادة سمعا من أبي نضرة في هذا“ [جزء القراءة: ۱۴] اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ قنادہؒ مدلس ہے جیسا کہ آئندہ اس کی تفصیل آرہی ہے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ مدلس کا معنعن موجب ضعف ہے۔ لہذا اس کی سند کو صحیح کہنا محل نظر ہے۔“ [توضیح الکلام: ۱۳۶، ۱۳۷]

حضرت ابوسعید خدریؒ کی ”ماتیسر“ والی روایت جو قنادہ عن ابی نضرہ عن ابی سعید الخدری کی سند سے مروی روایت جس کو اثری صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں ”غیر منصفانہ“ جروح کا نشانہ بنایا ہے۔ دیگر محدثین کی طرح محدث ابن حبان نے بھی اپنی الصحیح میں باسند نقل کی ہے۔ پوری روایت متن مع السند ملاحظہ فرمائیں:

”أخبرنا أحمد بن علي بن المثنى حدثنا أبو خيثمة قال حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث حدثنا همام حدثنا قتادة عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدری قال: أمرنا نبينا ﷺ: أن نقرأ

بفاتحة الكتاب و ماتيسر“۔ [صحیح ابن حبان: ۹۲/۵ حدیث ۱۷۹۰]

اور یہ بات اثری صاحب کو بھی معلوم تھی کہ مذکورہ روایت الصحیح لابن حبان میں موجود ہے، کیونکہ اثری صاحب نے مذکورہ روایت کے بعد والی محدث ابن حبان کی بات کو اپنی تائید میں نقل بھی کیا ہے۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

”امام ابن حبان ”ماتيسر“ کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ فاتحہ کی فرضیت پر اور بہت سے دلائل ہیں: ”والامر بقراءة ماتيسر غير فرض دل الاجماع على ذلك“، مگر فاتحہ سے زائد کی قراءت کے فرض نہ ہونے پر اجماع ہے۔ [الاحسان: ۱۴۱/۳]، [توضیح الکلام: ۱۳۶]

چاہیے تو یہ تھا کہ اثری صاحب اپنے اُس اصول کی پاسداری کرتے جس اصول سے توضیح الکلام، تنقیح الکلام وغیرہ میں اپنے مسلک کے دفاع کے لیے کام لیا ہے اور مذکورہ روایت پر کم از کم قتادہ کی تدلیس کا اعتراض نہ کرتے، لیکن اثری صاحب نے صحیح ابن حبان کی مذکورہ روایت پر تدلیس قنادہ کا اعتراض کر کے نہ صرف اپنے پسندیدہ اصول کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیری ہیں بلکہ ہمیں یہ بھی بتلادیا ہے کہ: ”ہم غیر مقلدین کے ہاں عدل وانصاف نام کی کوئی چیز نہیں۔“

اثری صاحب ذرا اپنے دل پسند شعر پر بھی ایک نظر دوڑالیں!

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگی کے یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

تفسیر ابن مسعودؓ کی سند صحیح نہیں:

اثری صاحب اعتراض ”اور یہ تفسیر صحیح حدیث اور ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر کے منافی ہے، لہذا قبول نہیں“ کے جواب میں لکھتے ہیں:

”رہی حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کی تفسیر تو اولاً ان کی اسناد صحیح نہیں۔ (کمائیاتی)“

[توضیح الکلام: ۱۲۳]

حضرت ابن مسعودؓ کی تفسیر والی دوسری روایت کے متعلق اثری صاحب کے ریمارکس ملاحظہ

فرمائیں:

نہیں، سند صحیح ہے۔

اثری صاحب ”دوسری روایت“ کا عنوان قائم کر کے تحریر کرتے ہیں:

”حضرت ابووائلؓ فرماتے ہیں: قال عبد الله في القراءة خلف الإمام أنصت للقرآن کم

أمرت فان في القراءة لشغلا سيكفيك ذلك الإمام. [كتاب القراءة: ٤٣، السنن الكبرى: ٢/ ١٦٠] کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے قراءۃ خلف الامام کے بارہ میں فرمایا: قراءت سننے کے لیے خاموش رہو جیسا کہ حکم دیا گیا ہے کیوں کہ قراءت میں شغل ہے۔ امام کا پڑھنا ہی تمہیں کافی ہے۔

جواب: یہ اثر سنداً صحیح ہے۔ [توضیح الکلام: ٥٢٣]

جارج نا معلوم جرح غیر مقبول:

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”سوال یہ ہے کہ غیرہ من اهل العلم کون ہیں؟ کیا اہل علم نے جارج مبہم کی جرح کا اعتبار کیا ہے؟“

[توضیح الکلام: ٣٠٩]

(ب) مگر قابل غور بات یہ ہے کہ الدولابیؒ نے جو جرح ”وقال غیرہ“ کے الفاظ سے بیان کی ہے یہ ”غیرہ“ آخر کون ہے؟ یقیناً اگر یہ جرح کسی قابل اعتماد محدث سے ثابت ہوتی تو الدولابیؒ علی رؤس الاشهاد اس کا نام لیتے۔ مع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اور اگر وہ قابل اعتبار نہیں تھا تو انصاف کا تقاضا تھا کہ الدولابیؒ یہ قول ذکر ہی نہ کرتے یا کم از کم اس کا نام لیتے تاکہ اس کی ذمہ داری خود ان پر نہ پڑتی۔ اُن کی اس جانب داری اور غیر معتدل رویہ کی بناء پر ہی امام ابن عدی نے انہیں متہم قرار دیا ہے۔ [امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ: ٥٥]

تصویر کا دوسرا رخ:

اثری صاحب نے عبدالرحمن بن اسحاق المدنی کی توثیق کے ارد گرد کانٹے بکھیرتے ہوئے لکھا:

”اگر تسلیم کریں کہ یہ راوی المدنی ہے تب بھی یہاں اس کی روایت سے استدلال درست نہیں، امام علی بن مدینیؒ اور یحییٰ القطان فرماتے ہیں کہ: ”ہم نے اہل مدینہ کو اس کی تعریف کرتے ہوئے نہیں سنا۔“

[توضیح الکلام: ٤٠٠]

حدیث علماء امتی۔۔۔۔۔ موضوع ہے۔

جناب اثری صاحب رقمطراز ہیں:

”یہ امر قابل غور ہے کہ خواب کا مدار حدیث علماء امتی الخ پر ہے، مگر جب وہی صحیح نہیں بلکہ موضوع اور بے اصل ہے تو پھر اس خواب کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے؟ چنانچہ اس حدیث کے بارے میں ائمہ فن کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں!

علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں: ”قال شيخنا ومن قبله الدميري والزرکشي أنه لا أصل له، وزاد بعضهم ولا يعرف في كتاب معتبر“ یعنی ”ہمارے شیخ (حافظ ابن حجرؒ) اور ان سے قبل علامہ دمیریؒ اور علامہ

زرکشیؒ نے کہا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس روایت کا کسی معتبر کتاب میں ذکر نہیں۔“ [المقاصد الحسنة: ۲۸۹]

ملا علی قاری حنفیؒ لکھتے ہیں: ”لا اصل له كما قال الدمیری والزرکشی والعسقلانی“ کہ ”اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ علامہ دمیریؒ، زرکشیؒ اور عسقلانیؒ نے کہا ہے۔“ [المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع: ۹۳، اسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعية: ۲۴۷] اس کے علاوہ ملاحظہ فرمائیں الفوائد المجموعة: ۲۸۶، تمييز الطيب من الخبيث رقم ۱۸۷۱، اسنی المطالب ص ۱۴۰، الدرر المنتشرة للسيوطی: ۱۱۳]

عہد حاضر کے نامور محقق علامہ البانیؒ لکھتے ہیں: ”لا اصل له باتفاق العلماء“ علماء کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث بے اصل ہے۔ [الضعيفة نمبر: ۳۶۶]

اندازہ فرمائیے! جس روایت کو محدثین نے واشگاف الفاظ میں بے اصل اور بے ثبوت کہا ہے اسے یہ حضرات بڑی دیدہ دلیری سے نقل کرتے ہیں۔

ملا علی قاری حنفیؒ کے متعلق اسی صفحے کے حاشیے پر لکھا: مگر یہ بات باعث تعجب ہے کہ ملا علی قاری ہی مرقاة [۱۷/۶] میں ایک اسی موضوع اور بے اصل روایت کو بطور استشہاد پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ويؤيده حديث علماء أمتي كانباء بنی اسرائيل وإن تكلم في اسناده“ حالانکہ سند میں کلام کیا، سرے سے یہ سند اور موضوع ہے۔“ [مقالات: ۲۹۸، ۲۹۹]

اور اثری صاحب کی درج ذیل عبارت بھی پیش نظر رہے:

”یہاں یہ عذر لنگ بھی عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہوگا کہ یہ بطور شاہد و تائید ہے جبکہ موضوع روایت شواہد میں بھی ذکر نہیں کی جاسکتی اور بلا وضاحت اس کا ذکر کرنا بھی حرام ہے۔ (تدریب الراوی: ۲۷۱/۲)“ [..... تصانیف کے آئینہ میں: ۱۵۴]

تصویر کا دوسرا رخ:

اور دوسری طرف اثری صاحب نے خود یہ لکھا:

”اب نیکویوں کے حکم اور برائیوں سے روکنے کا سارا بوجھ امت کے علماء کے سر ڈال دیا گیا۔ اور کام کی اسی نوعیت کی بنا پر انہیں بنی اسرائیل کے انبیاء ہی کی سی حیثیت دی گئی۔“ [مقالات: ۲۸/۲]

امام احمد کی جرح منکر الحدیث مفسر ہے:

جناب اثری صاحب لکھتے ہیں:

”ورنہ وہ امام احمدؒ اور ابن معینؒ کی جرح کو ہم قرائنہ دیتے جب کہ امام بخاریؒ نے اس کے بارے میں ”فیہ

نظر اور امام احمد نے ہی نہیں بلکہ امام ابو حاتم نے بھی منکر الحدیث اور امام ابن معین نے متروک کہا ہے۔“..... آئینہ میں: ۹۵]

تصویر کا دوسرا رخ:

اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۹ پر اثری صاحب یہ بھی لکھ رہے ہیں:

”اسی طرح امام احمد کے الفاظ ”لہ مناکیر“ کو منکر الحدیث قرار دینا اور اس جرح کو مفسر کہا بہر حال غلط ہے اور اصول سے بے خبری کی علامت ہے۔ بالفرض امام احمد نے اگر منکر الحدیث کہا بھی ہے تو ان کی یہ جرح بھی مفسر نہیں بلکہ اس سے مراد تفراد اور غرابت ہوتی ہے۔“..... آئینہ میں: ۳۹]

جرح و تعدیل میں اتحاد زمانہ شرط نہیں:

جناب اثری صاحب رقمطراز ہیں:

”حالانکہ جرح و تعدیل میں اتحاد زمانہ شرط نہیں۔“ [توضیح الکلام: ۲۵۱]

تصویر کا دوسرا رخ:

محمد ابن اسحاق کا دفاع کرتے ہوئے اثری صاحب نے لکھا:

”محدث فریابی کا نام جعفر بن محمد بن اسحاق ۱۵۰ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ پچاس سال سے زائد عرصہ پہلے

فوت ہونے والے کے بارے میں ”بے دینی“ کا فیصلہ عجیب سی بات ہے۔“ [تنقیح الکلام: ۲۱۹]

امام مالک مدنی رواۃ کے متعلق جج ہیں:

اثری صاحب نے اپنے مطلب کے ایک راوی کی توثیق ثابت کرتے ہوئے لکھا:

امام مالک کے بارے میں امام حاکم نے فرمایا: ”هو الحکم فی شیوخ اهل المدينة“ کہ مدنی شیوخ

کے بارے میں وہی حکم اور جج ہیں۔“ [تہذیب: ۲۶۴/۴]

”اور علماء مدنی شیوخ میں سے ہیں اور امام مالک کے استاد ہیں۔“ [توضیح الکلام: ۱۶۷]

بوقت ضرورت ”جج صاحب“ کا فیصلہ قبول کرنے سے انکار:

محمد بن اسحاق پر امام مالک کی جرح کا جواب دیتے ہوئے اثری صاحب لکھتے ہیں:

”امام مالک کے متعلق بھی اہل علم کو شکوہ ہے کہ وہ بعض اوقات نارواائمہ ثقات و معروفین پر کلام کرتے ہیں

اور ان سے روایت نہیں لیتے۔“ [توضیح الکلام: ۲۵۱]

(ب) یعنی میں نے امام ابن مدینی سے ابن اسحاق کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ”میرے نزدیک

اس کی حدیث صحیح ہے“ میں نے کہا: امام مالک نے جو اس پر کلام کیا ہے اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ کہا: وہ

نہ اس کے ساتھ بیٹھے ہیں اور نہ ان کی قدر پہنچاتے ہیں۔“ [توضیح الکلام: ۲۲۶]

رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے:

جناب ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

”پھر یہ آیت قرآن مجید کی ہے اور کیا رکوع یا سجدہ میں قرآنی دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے؟ [توضیح: ۴۷۷]

(ب) ”کیوں کہ رکوع میں قرآن پڑھنا منع ہے۔“ [توضیح الکلام: ۸۵۸]

تصویر کا دوسرا رخ:

موصوف اثری صاحب رقمطراز ہیں:

”نیز اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں (حضرت ابوالدرداء۔ ناقل) نے فرمایا: ”لو أدركت

الإمام وهو راكع لأحببت أن أقرأ بفاتحة الكتاب.“ [كتاب القراءة: ۶۸] کہ اگر میں امام کو رکوع

کی حالت میں پاؤں تو پند کرتا ہوں کہ سورۃ فاتحہ پڑھ لوں۔“ [توضیح الکلام: ۴۶۸]

ایک اور جگہ پر اثری صاحب لکھتے ہیں:

”لہذا یہ دلیل ہے کہ تمام منہی عنہ اور ناجائز امور کا ارادہ بھی ناجائز اور منع ہے۔“ [توضیح الکلام: ۱۰۱۸]

رہ سیدھی چل کہ اک عالم تجھے سیدھا کہے

کجروی بہتر نہیں اے شوخ یہ رفتار چھوڑ

[..... اعتراضات کا جائزہ: ۱۱۴]

ائمہ کرام صفات باری تعالیٰ میں قطعاً تاویل نہیں کرتے:

جناب اثری صاحب لکھتے ہیں:

”بات دراصل یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کے مسئلہ میں علامہ کوثری خالصہ جہمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت

علو، ید، استواء وغیرہ کی وہ تاویل کرتے ہیں۔ قرآن پاک کے کلام اللہ ہونے میں بھی وہ تاویل کے قائل

ہیں۔ مگر صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ محدثین، حتیٰ کہ امام ابوحنیفہؒ ان مسائل میں قطعاً تاویل کے قائل

نہیں۔“ [مقالات: ۱۸۴/۱]

تصویر کا دوسرا رخ:

دوسری طرف اثری صاحب لکھتے ہیں:

”قرآن پاک کے تشابہات کی تاویل حضرات مفسرین اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ خدا داد صلاحیتوں کے

مطابق کرتے ہیں۔ یہی معاملہ احادیث تشابہات یا احادیث مشککہ کا ہے۔ جن کی تاویل و توضیح حضرات

علماء کرام نے بیان کر دی۔“ [..... علمی محاسبہ: ۱۸۵]

(جاری ہے۔۔۔۔۔)

حضرت قاضی صاحبؒ..... اور..... میری زندگی کا اہم واقعہ

بندہ نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو میرے گاؤں کا مذہبی نقشہ یہ تھا کہ وہاں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لینا عیب اور گناہ تھا۔ مسجد میں دو تین بوڑھے با بے نمازی ہوتے تھے، ۱۰/۱۱ محرم کو ماتمی جلوس کی زینت برائے نام سنی مسلمان ہوتے تھے۔ شیعہ رواج کے مطابق سر سے پگڑی اتار کر اور پاؤں سے ننگے مجلس سننے کے لیے غم حسین میں شامل ہونا باعثِ ثواب سمجھتے تھے۔ بندہ بھی آٹھویں جماعت تک مکمل مذہبی شعور نہ ہونے کی وجہ سے ماتم کرتا رہا۔ جب نہم کلاس میں پہنچا تو ایک ساتھی سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے والد گرامی حضرت مولانا کرم دین دیرگی کتاب (آفتاب ہدایت) پڑھنے کو ملی۔ اس کتاب کے مطالعہ نے مجھے صحیح معنوں میں سنی بنادیا اور اس کے ساتھ ساتھ مقرر بھی۔ ۱۹۶۹ء میں بندہ ناچیز نے میٹرک امتحان پاس کیا اور گھر والوں نے چکوال کالج میں داخل کروادیا۔ ۱۹۶۹ء کے وسط میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے جمعیت علمائے اسلام سے مستعفی ہو کر اپنی غیر سیاسی خالص مذہبی جماعت جو کہ مذہب اہل السنّت والجماعت کے عقائد و نظریات کی نگہبان اور سنی حقوق کی محافظ ہو بنالی، اس کا نام ”تحریک خدام اہل السنّت والجماعت پاکستان“ تجویز فرمایا۔ ۱۹۷۰ء عشرہ جمہوری سیاسی تھا، بھٹو کا طوطی بول رہا ہے، یہ سیاسی جماعت کی ذیلی شاخ کالجوں میں بھی کام کر رہی تھی، سائل حالات کے مطابق حضرت قاضیؒ کی جماعت کی طلبہ کی تنظیم ”سنی تحریک طلبہ“ سے وابستہ ہو گیا۔ پھر سنی تحریک طلبہ کا صدر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کالج میں ہوسٹل کے اندر رہائش پذیر تھا، ہر جمعرات کو یعنی شپ جمعہ کو حضرت جیؒ کا درس خاص پھر دوسرے دن جمعہ پر تفصیلی خطاب باقاعدگی سے سننے سے عقائد و نظریات مزید پختہ ہو گئے۔

ہر گاؤں میں حضرت جیؒ کی سرپرستی میں سنی کانفرنس منعقد ہوتی تھیں۔ مگر ہمارے گاؤں میں نہیں، ایک دن میں نے ناظم دفتر سے شکوہ گلہ کیا کہ حضرت جیؒ ہمارے پڑوس کے گاؤں میں جلسہ کر کے واپس چلے آتے ہیں، کیا میرے گاؤں کے راستے میں کانٹے بچھے ہیں؟ وہ مسکرائے اور فرمایا کہ ہمارے جلسے تبلیغی جماعت کی طرز پر نہیں بلکہ اس کے لیے باقاعدہ پہلے مقامی انتظامیہ سے اجازت لینی پڑتی ہے، علماء کرام سے تاریخیں لینی پڑتی ہیں، پھر اشتہار چھپوانے پڑتے ہیں، تب مقررہ تاریخ پر جلسے کا انعقاد ممکن ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے گاؤں کا بھی نام لکھیں، انہوں نے فرمایا: آپ کا گاؤں چونکہ شیعوں کا گڑھ ہے، وہاں

پر مضبوط سرداری شیعہ نظام عروج پر ہے، ضلع جہلم کا پاکستان پیپلز پارٹی کا چیئر مین تمہارے گاؤں کا ہے، اس لیے پہلے حضرت جی سے مشورہ کرنا پڑے گا، ناظم دفتر نے جب حضرت جی سے مشورہ بات کی تو حضرت جی نے فرمایا: کل اُس لڑکے کو بلوالینا، مجھ سے ملوانا، حالات جان کر پھر سوچیں گے۔ دوسرے دن جب حضرت جی سے ملاقات ہوئی اور گاؤں کے حالات سے آگاہ کیا تو حضرت جی نے منظوری دے دی۔ اشتہارات چھپ گئے، گاؤں میں گلی کوچوں میں، چوکوں میں لگا دیے، دوسرے دن جب گاؤں کے نمبردار، سدا سار کونسلر و ڈیرے شیعہ نے اشتہار دیکھا تو آگ بگولہ ہو گیا۔ پوچھا کہ یہ کس کی شرارت ہے؟ میرے والد صاحب کا نام لے کر بتایا گیا کہ شیر باز گوندل کا سب سے چھوٹا لڑکا ابھی ابھی چکوال کالج میں داخل ہوا ہے، یہ اس کی شرارت ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اُس شیعہ نمبردار نے مجھے بلوایا، پہلے تو مجھے رام کرنے کی کوشش کی کہ بیٹا! میں نے تمہیں بڑا سمجھ دار سمجھ رکھا تھا۔ یہ تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا کہ کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: تمہیں معلوم نہیں قاضی مظہر حسین جس گاؤں میں داخل ہو جائے پورے گاؤں کو وٹ وٹ کر دیتا ہے، جنازے تک وہ چھڑا دیتا ہے۔ اس لیے تم سمجھ دار بنو، بریلوی ساٹھ (۶۰) مولوی بلاؤ، شوق پورا کر، کھانا، کرایہ، خرچہ خدمت میں کروں گا، مگر قاضی مظہر چوہان میں نہ آئے۔

میں نے اُسے جواب دیا: شاہ صاحب! آپ لوگ اپنے ذاکر اور مولوی منگواتے ہیں، کبھی سنیوں سے پوچھا ہے کہ کس کو بلوائیں؟ یہ جواب اُس کی خواہش اور توقع کے خلاف تھا، میرا جواب سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور کہا: میں نے تمہیں اس لیے نہیں بلوایا کہ تم میرے ساتھ آئے، کے بروہی کی طرح بحث کرو۔ اے، کے بروہی اُس وقت پاکستان سپریم کورٹ کا اتارنی جنرل تھا۔ میں نے کہا وہ کیا مولوی ہے؟ شاہ صاحب بولے: وہ پاکستان کا چوٹی کا وکیل ہے، تمہارے سوال جواب کا انداز وہی ہے۔ میں نے کہا کہ ہم نے اشتہارات لگا دیے ہیں آپ اترا دیں، میدان کھلا ہے۔ دوسرے دن کالج جانے کے بعد حضرت جی کو حالات بتائے تو فرمایا کہ: تمہارا کام محنت کر کے لوگوں کو دعوت دینا ہے، اب وہ جلسہ رکوا نہیں سکتے۔

ایک طرف اُن کے آفیسر بریگیڈیئر جنرل، ایس پی، سیشن جج وغیرہ۔ دوسری طرف ضلع جہلم کا پیپلز پارٹی کا چیئر مین ہمارے گاؤں کا رافضی جو کہ جہلم شہر میں ہی رہائش پذیر تھا۔ سب نے مل کر پورا زور لگایا، لیکن جلسہ رکوانہ سکے۔ اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب کی مزید عظمت دل میں بٹھادی، اب الحمد للہ ہر سال باقاعدگی سے سالانہ سنی کانفرنس ہوتی ہے۔ الحمد للہ اب ”علی ولی اللہ خلیفۃ بلا فصل“ کے مقابلے میں خلافت راشدہ، حق چار یار کا نعرہ گونج رہا ہے۔

مجلہ صفدر

بہترین و دل نشین و دل ربا
ہیں مرے قلب و نظر اس پر فدا
دیکھ کر تُو خود ہی اندازہ لگا
ہے مجلہ، مثل ”صفدر“ کوئی کیا؟
ہے ہر اک مضمون کا اپنا مزہ
سرورق بھی ہے نہایت خوش نما
ہر مہینے ہوتا ہے جلوہ نما
ہر شمارہ رنگ دکھلائے نیا
گمراہوں کو ہے دکھاتا راستہ
بے وفاؤں کو سکھاتا ہے وفا
جہل کی شب میں دیا ہے علم کا
پھیلتی ہے چار سو اس کی ضیا
میرے ہاں امجد ہے اس کا مرتبہ
سب رسائل اور جرائد سے جدا

وفیات

حضرت الشیخ مولانا حبیب الرحمن سومر مدظلہم کے رفیق سفر حرمین حکیم داؤد صاحب مکہ مکرمہ میں انتقال فرما گئے۔
حضرت شیخ مدظلہم ہی کے بھانجے حاجی عبدالجلیل صاحب بھی رضائے الہی سے وفات پا گئے۔
قارئین سے مرحومین کے لیے مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔

اساتذہ و طلبہ اور شائقین علم حدیث کے لیے ایک نادر علمی تحفہ، عظیم خوشخبری اور شہ کار پیش کش
حدیث کی جلیل القدر کتاب ”صحیح مسلم“ کی مبسوط و مدلل توضیح

شرح صحیح مسلم

تالیف: شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی

سہل ترین، دل نشین تشریح، نقد حدیث کے نادر مباحث، بیان مذاہب، دلائل، مذہب رائج کے وجوہ ترجیح،
حل نسخہ، مشکل لغات کی توضیح، علماء دیوبند کے مسلک اعتدال کے عین مطابق، اپنے طرز کی انوکھی، دلچسپ
اور مفصل اردو شرح، اہم موضوعات پر محدثانہ، فقیہانہ اور حکیمانہ گفتگو، خالص تدریسی انداز۔

جلد ۱:..... مقدمہ صحیح مسلم..... فن اسماء الرجال اور علم جرح و تعدیل کا علمی اور تحقیقی جائزہ

(صفحات: ۵۷۶..... ہدیہ: ۶۰۰ روپے)

جلد ۲:..... راویان مقدمہ..... ۲۹۷/۱ راویان مقدمہ کا مفصل تذکرہ

(صفحات: ۵۲۸..... ہدیہ: ۶۰۰ روپے)

جلد ۳:..... کتاب الایمان..... ۱۶/۱ ابواب، ۱۷۱ احادیث کی مفصل توضیح اور ۱۵۰ روایۃ کا جامع تذکرہ

(صفحات: ۵۸۰، ہدیہ: ۶۰۰ روپے)

جلد ۴:..... کتاب الایمان..... ۲۷/۱ ابواب، ۱۱۴ احادیث کی مفصل توضیح اور ۱۲۱ روایۃ کا جامع تذکرہ

(صفحات: ۵۵۰، ہدیہ: ۶۰۰ روپے)

جلد ۵:..... کتاب الایمان..... ۳۳/۱ ابواب، ۱۲۹ احادیث کی مفصل توضیح اور ۱۱۳ روایۃ کا جامع تذکرہ

(صفحات: ۵۹۱، ہدیہ: ۶۰۰ روپے)

جلد ۶:..... کتاب الایمان..... ۱۹/۱ ابواب، ۱۲۲ احادیث کی مفصل توضیح اور ۶۵ روایۃ کا جامع تذکرہ

(صفحات: ۶۰۸، ہدیہ: ۶۰۰ روپے)

مزید کام جاری ہے۔

تقریباً ۳۵۰۰ صفحات پر مشتمل سیٹ کا ہدیہ ۳۶۰ روپے۔ اساتذہ و طلبہ اور مدارس کے لیے خصوصی رعایت

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ، خیبر پختونخوا، پاکستان

0346-4010613..... 0301-3019928